سیرت

حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا محمد نافع مدظلہ

www.KitaboSunnat.com

دار الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا محمد نافع مدظلہ

دار الکتاب
ناشران وتاجران کتب
A-6 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
0300-8099774

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب —— سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (دونوں جلدیں یکجا)

مصنف —— حضرت مولانا محمد نافع دامت برکاتہم

ناشر —— دارالکتاب
A-6 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

طابع —— اشتیاق مشتاق پرنٹرز، لاہور

اشاعت —— جنوری ۲۰۱۱ء

قیمت ——

باہتمام

حافظ محمد ندیم
0300-8099774

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین حصہ اول

تقریظ	۲۱
سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۱
سیرت سیدنا معاویہ	۲۳
ومکانتہ فی الاسلام (رضی اللہ عنہ)	۲۳
معذرت	۲۶
مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۲۶
کتاب اللہ کی روشنی میں	۲۷
روایات کی روشنی میں	۳۳
شرف صحبت کا لحاظ	۳۵
مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا فرمان	۳۶
شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ کا قول	۳۷
حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا بیان	۳۷
عدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۳۸
تکمیل مسئلہ (حاشیہ)	۴۱
علامات منافقین	۴۲
تعامل نبوی	۴۳
مسئلہ ہذا کی مزید وضاحت	۴۴
ایک اشتباہ پھر اس کا جواب	۴۶
حاصل بحث	۴۷
ترتیب مضامین	۴۷
سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۰
بنوامیہ کا امتیازی مقام	۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب ٥١
ایک شبہ کا ازالہ ٥٢
مادری نسب ٥٤
چند ایک اہم واقعات ٥٥
تنبیہ......مخالفین صحابہ کی طرف سے لعنت کا وظیفہ ٥٨
دعوت غور وفکر ٦٠
ولادت ٦١
نسبی تعلقات ٦٢
قبول اسلام ٦٤
دور نبوت میں غزوات میں شرکت اور حصول غنائم ٦٦
عہد نبوت میں مناصب ٧٠
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مراسلہ نبوی کے قاری تھے ٧٣
قیصر روم کے قاصد کا واقعہ ٧٣
قطعہ اراضی کی تسلیم ٧٦
تنبیہ ٧٧
ایک دیگر واقعہ ٧٧
فرمان نویسی ٧٨
فوائد ونتائج ٧٩
ایک واقعہ ٧٩
حتات رضی اللہ عنہ سے مواخات ٨١
تنبیہ ٨١
ایک فضیلت (قصر شعر نبوی یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کاٹنا) ٨٢
تنبیہ ٨٣
زبان نبوت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں ٨٣
(١) عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات ٨٤
(٢) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرویات ٨٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی مرویات	۸۶
④ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کی روایت	۸۶
اثرات دعا	۸۷
بعض فوائد	۸۸
عدم فضیلت کا شبہ پھر اس کا ازالہ	۸۹
امارت وخلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اشارات	۹۱
چند دیگر تائیدات	۹۴
خلاصۃ المرام	۹۶
غلط نظریہ کی تردید	۹۶
غلط فہمی کا ازالہ	۹۷
اختتامی کلمات برائے دور اول	۹۷
دور دوم	۹۹
منصب کتابت اور وثیقہ نویسی	۹۹
غزوات میں شرکت	۱۰۱
جنگ یمامہ	۱۰۱
علاقہ شام کی طرف روانگی	۱۰۲
ایک حکمت عملی	۱۰۳
فتح اردن	۱۰۴
مرج الصفر	۱۰۵
سواحل دمشق	۱۰۵
فتح قیساریہ	۱۰۶
شیعہ کی طرف سے تائید	۱۰۹
تنبیہ	۱۰۹
ایک واقعہ	۱۱۰
فتح عسقلان	۱۱۰
بعض نصائح اور ہدایات ومکتوبات	۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ حدیث کا اہتمام ۱۱۵
قدر شناسی اور قدر دانی کے کلمات ۱۱۶
تنبیہ ۱۱۷
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور والدین کے متعلق ہدایت ۱۱۷
ایک دیگر ملاقات ۱۱۸
تنبیہ ۱۱۹
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سالانہ وظیفہ ۱۱۹
اختتام عہد فاروقی اور ابتدا عہد عثمانی ۱۲۰
تحصین سواحل (سواحل کی مضبوطی) ۱۲۰
فتح بلاد روم میں مرکز کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی معاونت ۱۲۲
گرمیوں کے غزوات (صائفہ) ۱۲۲
فتح قبرص ۱۲۴
محل وقوع ۱۲۵
واقعہ شہادت ام حرام رضی اللہ عنہا اور نمازیوں کے لیے جنت کا مژدہ ۱۲۶
فوائد ۱۲۸
ایک فقہی اختلاف ۱۲۸
فوائد ونتائج ۱۳۱
تنبیہ ۱۳۲
ہدایات ۱۳۲
ایک اشتباہ ۱۳۳
ازالہ ۱۳۳
اختتامی کلمات برائے دور دوم ۱۳۵
دور سوم ۱۳۷
شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حفاظتی تدابیر ۱۳۷
محاصرہ دار عثمان رضی اللہ عنہ اور تحفظ کی مساعی ۱۳۹
شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، جنازہ اور دفن ۱۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاتلین عثمانؓ کیسے افراد تھے؟ اور ان کا حکم ۱۴۱
کیا قتل عثمانؓ پر صحابہ راضی تھے؟ ۱۴۲
مدافعت عثمانی میں اہل مدینہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار ۱۴۲
مزار عثمانؓ ۱۴۳
ایک معذرت ۱۴۴
خلیفہ چہارم کی بیعت ۱۴۴
بیعت سے تاخیر ۱۴۵
مکہ کی طرف روانگی ۱۴۶
اہل شام کی طرف شہادت عثمانی کی اطلاع ۱۴۶
ایک وضاحت یعنی عمال عثمانی کی معزولی ۱۴۷
سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی شام روانگی ۱۴۷
حالات کی پراگندگی ۱۴۸
صفین کی طرف اقدام ۱۴۸
صفین کا محل وقوع اور تاریخ اجتماع ۱۴۹
صفین میں ہر ایک فریق کا اپنا موقف ۱۴۹
فریق مقابل کا موقف ۱۵۰
ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۱۵۲
فریقین میں صلح کی مساعی ۱۵۴
عزلت نشینی ۱۵۴
فسادیوں کا کردار ۱۵۷
جنگی تفصیلات سے اجتناب ۱۵۷
تحکیم ۱۵۹
خوارج کی ابتدا ۱۵۹
ایک وضاحت ۱۶۰
اجتماع فریقین اور فیصلہ میں ناکامی ۱۶۱
ایک تشریح ۱۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتباہ	۱۶۳
سند پر کلام	۱۶۳
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۱۶۵
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱۶۶
بعض اہم مباحث اور ازالہ شبہات	۱۶۹
گشتی مراسلہ	۱۷۰
① اظہار تأسف	۱۷۱
② ایک شبہ کا ازالہ	۱۷۲
ایک وضاحت	۱۷۴
شیعہ کی طرف سے تائید	۱۷۴
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تاثرات	۱۷۷
③ ایک دیگر شبہ کا ازالہ	۱۸۰
④ اہل صفین کے ساتھ حسن معاملہ	۱۸۳
مقتولین صفین جنتی ہیں	۱۸۴
تنبیہ	۱۸۵
تنبیہ	۱۸۵
چند فقہی احکام	۱۸۵
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان	۱۸۶
⑤ واقعات ہذا اکابرین امت کی نظروں میں	۱۸۸
قاعدین حضرات کا موقف	۱۸۹
انتباہ	۱۸۹
سلف صالحین کی ہدایات	۱۹۰
ہدایات کا ماخذ	۱۹۴
آخر کلام	۱۹۵
اہل صفین کے حق میں رؤیائے صالحہ	۱۹۵
ابومیسرہ کا خواب	۱۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ	۱۹۷
(۲) بشارت ثانیہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خواب	۱۹۷
تنبیہ	۱۹۹
چند واقعات	۲۰۰
تنبیہ	۲۰۳
تنبیہ	۲۰۵
مصالحت و مہادنت یعنی فریقین میں معاہدہ جنگ بندی	۲۰۵
اجتماعی قتل کا اہم منصوبہ	۲۰۶
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	۲۰۶
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	۲۰۷
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	۲۰۸
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہار تاسف اور مدح سرائی	۲۰۹
شیعہ علماء کی طرف سے تائید	۲۱۰
انتباہ	۲۱۱
بیعت خلافت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ	۲۱۱
شیعہ کی طرف سے تائید	۲۱۳
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح	۲۱۴
فائدہ	۲۱۵
تنبیہ	۲۱۶
شرائط صلح شیعہ کے بیانات کی روشنی میں	۲۱۷
فائدہ	۲۱۹
تنبیہ	۲۲۰
صلح و مصالحت کی تاریخ	۲۲۱
صلح کے بعد باہمی گفتگو کا ایک منظر	۲۲۲
حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی بیعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (شیعہ کتب سے)	۲۲۳
تنبیہ	۲۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام الجماعت	۲۲۵
صلح ہذا کے متعلقہ چند فوائد	۲۲۶
شیعہ کی طرف سے تائید	۲۲۷
تنبیہ	۲۳۰
(۳) ایک اہم فیصلہ	۲۳۱
ایک اشتباہ	۲۳۱
ازالہ	۲۳۲
اکابرین امت کی جانب سے تائید	۲۳۴
الحاصل	۲۳۶
اختتامی کلمات برائے دور سوم	۲۳۷
دور چہارم	۲۳۸
عہد خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۳۸
فصل اول	۲۳۹
مسئلہ خوارج، بغاوتیں، شرقی ممالک کی فتوحات	۲۳۹
خوارج	۲۳۹
خروج علی الخوارج	۲۴۰
۴۳ھ میں واقعہ خوارج	۲۴۲
بغاوتیں	۲۴۲
فتوحات	۲۴۴
خراسان، ترکستان، بجستان، سمرقند و بخارا وغیرہ کی فتوحات	۲۴۵
ایک اہم واقعہ	۲۴۷
تنبیہ	۲۴۸
فائدہ	۲۴۹
طبرستان کی مہم	۲۴۹
سندھ	۲۴۹
فصل دوم	۲۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاد روم کی فتوحات	۲۵۲
ایک اہم واقعہ	۲۵۴
فائدہ	۲۵۵
سلسلہ فتوحات	۲۵۵
بحری غزوات	۲۵۶
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی غیر فانی مساعی	۲۵۶
غزوہ قسطنطنیہ (مدینہ قیصر)	۲۵۶
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیماری اور وفات	۲۵۸
ایک کرامت	۲۵۹
ایک شبہ کا ازالہ	۲۶۱
فتح روڈس	۲۶۳
قلعہ کمخ کی فتح	۲۶۵
دیگر قلعوں کی فتوحات	۲۶۵
بلاد افریقہ کی فتوحات	۲۶۶
رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی مساعی	۲۶۶
عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کے کارنامے	۲۶۷
قیروان کی آباد کاری میں ایک اہم واقعہ	۲۶۸
تنبیہ	۲۶۸
قیروان میں مسجد کا تعین	۲۶۹
معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کی کوششیں	۲۶۹
فتح جلولا	۲۷۰
حسان بن نعمان رحمہ اللہ کی خدمات	۲۷۱
فتح قرطاجنہ (افریقہ)	۲۷۱
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں خراج وجزیہ کی آمدنی کا اجمالی تذکرہ	۲۷۲
دمشق	۲۷۳
عراق	۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر	۲۷۳
اختتامی کلمات (برائے فصل دوم)	۲۷۴
فصل سوم	۲۷۷
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عہدہ داروں کا ایک اجمالی خاکہ	۲۷۷
① ولاۃ و حکام	۲۷۷
(②-③) قضاۃ، فقہاء اور معلّمین	۲۸۲
شیعہ کی طرف سے تائید	۲۸۴
اہم تنبیہ	۲۸۵
محاسبہ	۲۸۵
ایک واقعہ	۲۸۶
④ مراسلات و خطوط و ذرائع خبر رسانی	۲۸۶
تنبیہ	۲۸۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مراسلت	۲۸۸
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مراسلہ	۲۸۸
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک مکتوب	۲۸۹
خارجہ بن زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک مراسلہ	۲۸۹
فوائد	۲۹۰
⑤ صیغہ فوج و محکمہ پولیس	۲۹۱
فوجی ضرورت کے لیے مراکز	۲۹۱
محکمہ پولیس	۲۹۱
حفاظتی دستہ	۲۹۲
حاجب	۲۹۲
⑥ امیران حج	۲۹۲
فصل چہارم	۲۹۴
رفاہی امور	۲۹۴
آبادکاری	۲۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہروں اور چشموں کا اجرا اور پانی کے تالاب ۲۹۶
فائدہ ۲۹۸
آثار حرم کا تحفظ ۲۹۸
③ دار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی حفاظت ۳۰۰
مدینہ منورہ میں آثار نبوی کی جستجو اور رفاہ عامہ کے مقامات کی تعمیری خدمات ۳۰۱
مواقف و آثار نبوی ۳۰۱
قصر خل ۳۰۲
قصر بنی جدیلہ ۳۰۲
قصر دارین ۳۰۳
دار القضاء ۳۰۳
دار القضاء ۳۰۳
فرش لگوانا ۳۰۴
رعایا کی خبر گیری ۳۰۴
فطیم کے لیے وظیفہ ۳۰۵
ایذا سے بچاؤ کی تدبیر ۳۰۶
فصل پنجم ۳۰۷
علمی مذاکرات اور ثقافتی کارنامے ۳۰۷
بعض مرویات ۳۰۸
نقل حدیث اور وعظ گوئی میں احتیاط ۳۱۰
دینی مسائل کی اہمیت ۳۱۴
ثقافتی امور کی طرف توجہ ۳۱۶
یونانی طب کے لیے خدمات ۳۱۹
فصل ششم ۳۲۰
مکارم اخلاق ۳۲۰
صفت حلم ۳۲۰
تائید از شیعہ ۳۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروت	۳۲۳
بعض حکیمانہ اقوال اور جائزے	۳۲۴
خشیت الٰہی اور فکر آخرت	۳۲۶
فائدہ	۳۲۸
تنبیہ	۳۲۸
اعتراف حقیقت	۳۲۸
اظہار ما فی الضمیر کی آزادی اور اعتراف قصور	۳۳۰
انصاف پسندی، رواداری اور حقوق کی رعایت	۳۳۱
تنبیہ	۳۳۳
حکمت عملی	۳۳۸
بعض معمولات	۳۳۸
آداب مسجد کی رعایت اور احترام	۳۳۸
تنبیہ	۳۳۸
مجلسی طریق کار	۳۴۰
تنبیہ	۳۴۲
فصل ہفتم	۳۴۳
اتباع سنت، منکرات سے منع اور عہد و پیمان کی رعایت	۳۴۳
① اقامت صلوٰۃ	۳۴۳
تنبیہ	۳۴۵
② امر بالمعروف	۳۴۷
③ نہی عن المنکر	۳۴۸
تنبیہ	۳۴۹
فائدہ	۳۵۰
④ عہد و پیمان کی رعایت	۳۵۱
نوٹ	۳۵۲
تنبیہ	۳۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ہشتم	۳۵۴
استجابت دعا اور نصرت غیبی اور کرامات کا ظہور	۳۵۴
طلب باراں کے لیے دعا	۳۵۴
قبولیت دعا	۳۵۵
نصرت غیبی	۳۵۶
تنبیہ	۳۵۶
فصل نہم	۳۵۸
بنی ہاشم و اولاد ابی طالب کے ساتھ ربط و تعلق کی چیزیں	۳۵۸
(مع عطیات و ہدایا کے)	۳۵۸
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبانی فضیلت بنی ہاشم کا اقرار	۳۵۸
حضرت عقیل اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما	۳۵۹
سیدنا امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما	۳۶۰
سیدنا حسین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما	۳۶۳
تنبیہ	۳۶۴
باہم معاہدہ کی رعایت اور بیعت کا لحاظ	۳۶۵
نوٹ	۳۶۷
اکابر شیعہ کی طرف سے مزید تائید و تصدیق	۳۶۸
نوٹ	۳۶۹
محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	۳۶۹
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وظائف اور عطیات	۳۷۱
سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے عطیات خصوصی	۳۷۴
ایک ملاقات	۳۷۵
شیعہ اکابر کی طرف سے تائید	۳۷۵
نوٹ	۳۷۶
مالی امداد کا ایک دیگر واقعہ	۳۷۶
عین صید کا عطیہ	۳۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قریہ کا عطیہ	۳۷۷
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لیے عطیات خصوصی	۳۷۸
عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے لیے عطایا و ہدایا	۳۷۹
ایک لطیفہ	۳۸۰
تنبیہ	۳۸۰
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے عطیہ	۳۸۱
امام زین العابدین رحمہ اللہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۸۲
رعایت کا معاملہ	۳۸۲
تنبیہ	۳۸۵
فوائد ونتائج	۳۸۶
فصل دہم	۳۸۸
امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک	۳۸۸
تنبیہ	۳۹۰
عطیات و ہدایا	۳۹۱
زہد وتقویٰ	۳۹۲
حصول تبرک	۳۹۳
ہمشیرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے عطیہ	۳۹۴
قدردانی ونفع رسانی	۳۹۴
فصل یازدہم	۳۹۸
آخری مراحل	۳۹۸
اسلامی حکومت کی وسعت	۳۹۸
بیعت یزید کا مسئلہ	۳۹۸
تنبیہ	۴۰۰
مکہ مکرمہ میں خطبہ	۴۰۲
شام میں خطبہ	۴۰۲
نصف مال دینا	۴۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موئے مبارک سے تبرک حاصل کرنا	۴۰۳
ناخن کے تراشے	۴۰۴
قمیص مبارک سے تبرک	۴۰۶
آثار نبوی کا احترام، کساء (چادر) مبارک سے تبرک	۴۰۶
ایک دیگر واقعہ	۴۰۷
بعض دیگر وصایا	۴۰۹
تقویٰ کی تلقین	۴۱۰
وفات، جنازہ اور دفن	۴۱۰
یزید کی واپسی	۴۱۲
تنبیہ	۴۱۲
تاریخ وفات وعمر و مدت خلافت	۴۱۳
ازواج واولاد	۴۱۵
اختتامی گزارش	۴۱۶
فصل دوازدہم	۴۱۷
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکابرین امت کی نظروں میں	۴۱۷
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمودات	۴۱۷
تنبیہ	۴۱۹
جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیانات	۴۱۹
جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فرمودات	۴۲۱
قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ	۴۲۱
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۴۲۲
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ	۴۲۲
حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ	۴۲۲
تابعین وغیرہم رحمہم اللہ کی نظروں میں	۴۲۳
سعید بن مسیب رحمہ اللہ	۴۲۳
کعب احبار رحمہ اللہ	۴۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابومجلز رحمہ اللہ کا بیان ۴۲۴
امام اوزاعی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۵۸ھ) کا بیان ۴۲۴
عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ۴۲۶
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱ھ) ۴۲۷
امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان (المتوفی ۱۷۹ھ) ۴۲۸
اعمش رحمہ اللہ کا بیان ۴۲۸
ابواسحاق رحمہ اللہ کا قول ۴۲۹
ابوتوبہ حلبی رحمہ اللہ ۴۲۹
ابومسعود معافی بن عمران ازدی موصلی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۵ھ) ۴۳۰
فضل بن عنبسہ رحمہ اللہ ۴۳۱
امام احمد رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۰، ۲۴۱ھ) کا فرمان ۴۳۱
ابوشکور سالمی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۵ھ) ۴۳۲
امام غزالی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۰۵ھ) کا فرمان ۴۳۲
رئیس المشائخ حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۶۰ھ) کا بیان ۴۳۳
مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۲ھ) کا بیان (بصورت حکایت) ۴۳۴
اشعار مثنوی ۴۳۵
امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) کا قول ۴۳۶
ابن تیمیہ اور حافظ ذہبی رحمہما اللہ کا بیان ۴۳۶
ملا علی قاری رحمہ اللہ کا قول ۴۳۷
شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کا بیان ۴۳۷
حضرت اعلیٰ خواجہ شمس العارفین رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۰۰ھ) کا فرمان ۴۳۹
علمائے بریلی کا بیان ۴۴۰
الجواب ۴۴۰
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کا بیان ۴۴۳
خاتمۃ الکتاب ۴۴۴
رائے گرامی حضرت مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم ۴۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریظ

از حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

دار العلوم...... کراچی نمبر ۱۴

سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ (جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ) کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خصوصی توفیق عطا فرمائی ہے کہ انھوں نے اپنی متعدد تالیفات کے ذریعے سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقیقی سیرت و کردار کو مستحکم علمی اور تاریخی دلائل کے ساتھ واضح فرمایا ہے۔ جن انصاف ناآشنا حلقوں نے ان حضرات پر طرح طرح کے اعتراضات و مطاعن کی بھرمار کی ہے، ان کے اعتراضات کا شافی اور اطمینان بخش جواب دیا ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو علمی اور سیاسی اختلافات پیش آئے، ان کے حقیقی اسباب کی دلنشیں وضاحت فرمائی ہے۔

مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ جو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اپنے موضوع پر ایک ایسی نادر کتاب ہے کہ اس کی نظیر عربی زبان میں بھی موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ''مسئلہ اقربا نوازی''، ''بنات اربعہ'' اور ''حدیث ثقلین'' پر ان کی کتابیں انتہائی مفید اور قابل قدر ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ان کی کتاب ''سیرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ'' منظر عام پر آ چکی ہے جس میں انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت بڑے دلآویز انداز میں تحریر فرمائی ہے۔ اب ان کی تازہ کتاب ''سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کے خلاف اعتراضات و مطاعن کے ترکش سے کوئی تیر بچا کر نہیں رکھا گیا۔ موجودہ کتاب میں حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے ان کی سیرت کے حقیقی روشن پہلوؤں کو مضبوط دلائل کے ساتھ اجاگر فرمایا ہے۔ پہلی جلد کے پہلے حصے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح، عہد رسالت میں ان کے منصب و مقام اور کارنامے اور ان کے مناقب کی احادیث کو پوری تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی جلد کے دوسرے حصے میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات، ان کی جنگی مہمات اور دیگر کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل ہیں۔ تیسرے حصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کے واقعات زیر بحث لائے ہیں اور اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے اختلافات، جنگ صفین اور تحکیم کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اور فاضل مؤلف نے ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان غیر مستند روایات سے نہ صرف پاک رکھا ہے، بلکہ ان کی مدلل تردید کی ہے جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآن وسنت اور مستند روایات کے بیان کردہ اوصاف سے کسی طرح میل نہیں کھاتیں۔

چوتھے حصے میں فاضل مؤلف نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے کارناموں، ان کی فتوحات، ان کے قائم کیے ہوئے انتظامی ڈھانچے، ان کی رفاہی اور ترقیاتی خدمات، ان کی علمی کاوشوں، ان کے مکارم اخلاق، ان کے فقہی اجتہادات، اہل بیت کے ساتھ ان کے خوشگوار تعلقات اور ان کے اعزاز واکرام کے واقعات کا انتہائی مبسوط جائزہ لیا ہے جو اس کتاب کی جان ہے۔ آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے عشق ومحبت کے مظاہر اور ان کے بارے میں اکابر امت کی آرا نہایت تفصیل اور استقصا کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

کتاب کی دوسری جلد خاص طور پر ان مطاعن کے جواب کے لیے مخصوص ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر مختلف حلقوں کی طرف سے وارد کیے گئے ہیں۔ فاضل مؤلف نے ان مطاعن میں سے ایک ایک کو موضوع بحث بنا کر بڑی جانفشانی کے ساتھ حقائق کی تحقیق کی ہے اور مستحکم دلائل سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کسی صاحب علم محقق کو مؤلف کے اخذ کردہ نتائج سے کسی مقام پر جزوی اختلاف ہو، لیکن یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ موصوف نے افراط وتفریط سے الگ رہ کر اہل سنت کے صحیح موقف کی ترجمانی کی ہے اور اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کی ہر بات تاریخی حوالوں سے مزین ہے، بلکہ انھوں نے صرف اہل سنت ہی کے نہیں، اہل تشیع کے مآخذ سے بھی اپنے موقف کو ثابت کیا ہے جن پر ان کی بڑی وسیع اور گہری نظر ہے۔

پھر قابل تعریف بات یہ ہے کہ فاضل مولف کا انداز بیان مناظرانہ اور جارحانہ نہیں، بلکہ باوقار اور متین ہے اور سنجیدہ علمی تحقیق کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر جو کتابیں اب تک میری نظر سے گزری ہیں، یہ کتاب ان سب میں بہتر ہے اور ان شاء اللہ طالبان علم وتحقیق کی عرصے تک رہنمائی کرے گی۔

محمد تقی عثمانی

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسمہ تعالیٰ شانہ وجل مجدہ

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (الحدید، پ ۲۷ رکوع اوّل)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ سب سے کیا ہے، (وہ پہلے اسلام لائے ہوں یا بعد میں)''

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (سورۃ الانبیاء)

''یعنی بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے الحسنیٰ (جنت) کا وعدہ ہماری جانب سے پہلے ہو چکا ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے۔''

سیرت سیدنا معاویہ
ومکانتہ فی الاسلام (رضی اللہ عنہ)

کتاب میں امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی سیرت وسوانح اور وقائع زندگی کو چار ادوار میں تقسیم کر کے بیان کیا گیا ہے (مقدمہ میں اس کی وضاحت آ رہی ہے) اس میں خاندانی احوال، فضائل وکمالات اور اخلاق، مصلحانہ کردار، دینی خدمات، ان کے دور کے عظیم کارنامے، اشاعت دین وفروغ اسلام کے اہم واقعات، بے شمار ممالک کی فتوحات، پھر ان کے استحکام و دفاع کے لیے پرخلوص مساعی، اقصائے عالم تک اسلام کے غلبہ اور تفوق کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے، اس سے آں موصوف کی ملّی خدمات واضح ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام میں جوان کا رفیع مرتبہ اور بلند مقام ہے وہ سامنے آ جائے گا۔

دعا جو ناچیز
محمد نافع عفا اللہ عنہ
محمدی شریف، ضلع جھنگ (پنجاب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الاولين والاخرين امام الرسل وخاتم النبيين وعلى ازواجه المطهرات وبناته الاربعة الطاهرات وعلى اله الطيبين واصحابه المزكين المنتخبين الذين جاهدوا فى دين الله حق جهاده وعلى سائر اتباعه باحسان الى يوم الدين وعلى جميع عباد الله الصالحين۔

حمد و ثنا اور صلوٰۃ و سلام کے بعد مؤلف کتاب ہذا (بندہ محمد نافع عفا اللہ عنہ) ناظرین کرام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ دور حاضر میں بعض حلقوں کی طرف سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعت منزلت اور علو مرتبت میں بہت تفریط اور تنقیص کی جاتی ہے، اور ان کی شان عظمت کے خلاف مواد نشر کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان حضرات کے بارے میں سوء ظن اور بدگمانی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ناقدین کے ہاں اکابر صحابہ بنو امیہ کے معائب و نقائص پھیلانے کو خاص طور پر کار خیر اور دین کی خدمت سمجھا جاتا ہے اور ان کی تان بے جا حملے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹتی ہے۔

ان حالات میں ضرورت اس چیز کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعت اور عظمت جو عند اللہ الکریم اور عند رسول اللہ الامین (صلی اللہ علیہ وسلم) ثابت ہے، اس کو صحیح انداز میں پیش کیا جائے اور ان حضرات کے اعلیٰ اخلاق و کردار اسلامی خدمات اور کارناموں کو اہل اسلام تک پہنچانے میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ اسی بنا پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جو بنو امیہ کی مشہور شخصیت ہیں، کے مقام کو بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (بعونہ تعالیٰ)

اس مقصد کے حصول کے لیے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیر و سوانح، اخلاق و کردار، ملّی خدمات اور تعمیری کاموں پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں آں موصوف پر وارد کردہ الزامات و شبہات کا تحقیقی انداز میں دفاع کیا گیا ہے، اور قدیم و جدید قریباً اکتالیس مطاعن کے جوابات پیش کیے ہیں۔

یہ چیز واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اشاعت اسلام میں بڑا مقام ہے۔ اشاعت دین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں ان کے بڑے اعلیٰ کارنامے پائے جاتے ہیں۔ اس بنا پر جس طرح دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شخصیات پر لوگوں نے قلم اٹھایا ہے اور ان کی سوانح اور سیرتیں لکھی ہیں، اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و حالات زندگی پر بھی مورخین اور علماء نے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک قدیمی مورخ عوانہ بن حکم عیاض کلبی ابوالحکم (۱۴۸ھ) نے ان پر اور بنوامیہ کے دور پر ایک کتاب تدوین کی تھی۔ بقول ابن ندیم، عوانہ بن حکم علمائے کوفہ میں سے تھا۔ بیان اخبار، نسب دانی اور شعر گوئی وغیرہ علوم میں فاضل تھا۔ اس کی متعدد تصانیف ذکر کی گئی ہیں۔

ابن ندیم نے تحریر کیا ہے کہ عوانہ بن حکم کی تصانیف میں ایک کتاب التاریخ ہے۔ اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت اور بنوامیہ کے حالات ہیں۔ "......وله من الكتب كتاب التاريخ، كتاب سيرة معاوية و بني امية"

لیکن اس تاریخ کا بعد میں ہمیں کچھ علم نہیں ہو سکا کہ کیا وہ امتداد زمانہ کی وجہ سے ضائع ہوگئی یا اصل مخطوطہ کہیں محفوظ ہے؟

پھر ہر دور میں مورخین تاریخ اسلام مدون کرتے چلے آئے ہیں۔ تیسری صدی ہجری میں محمد بن جریر طبری نے مفصل تاریخ تیار کی۔ تاریخ طبری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کے حالات کی روایات ملتی ہیں، مگر رطب و یابس، صحیح و سقیم، ضعیف و مجروح اور متروک سب قسم کی ہیں۔ بعدہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ بلدہ دمشق میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ تفصیل سے درج کیا ہے۔

تراجم کی کتابوں کو علمائے فن نے تاریخ سے الگ کر دیا، اب کتب رجال میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تراجم دستیاب ہیں۔

بندہ نے احادیث، روایات، تاریخ، تراجم وغیرہ کتب سے آں موصوف کے حالات اپنی ناقص تلاش کی حد تک جمع کیے ہیں۔ تمام واقعات کے فراہم کر لینے کا دعویٰ نہیں۔ دیگر کتب کی طرح البدایہ والنہایہ لابن کثیر سے کافی استفادہ کیا گیا۔ یہ کتاب بھی تاریخی کتب کے درجہ میں ہی ہے۔ احادیث کی کتب کے مرتبہ میں بالکل نہیں لیکن نسبتاً دیگر کتب تواریخ سے بہتر اور مفید ہے۔

جن کتابوں سے مواد لیا گیا ہے ان کے حوالہ جات حاشیہ میں ذکر کر دیے ہیں تا کہ اہل تحقیق حضرات اگر رجوع کرنا چاہیں تو انھیں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ ان مآخذ کی فہرست آخر کتاب میں دے دی گئی ہے، اور سن وفات یا سن تالیف ساتھ ذکر کر دیا ہے۔

اس بات کا ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ بندہ نے قبل ازیں اپنی تصنیف ''مسئلہ اقربا نوازی'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اقربا نوازی کے طعن کے جواب کے طور پر قریب ایک صد صفحات پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا ہے۔ وہاں آں موصوف کے جستہ جستہ حالات کو ایک ضرورت کے تحت یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتے داروں کی صلاحیت اور کارگزاری کے سلسلے میں دیگر حضرات کے ساتھ بالاختصار ذکر کر دیا تھا۔

لیکن اب اس مقام پر آنجنابؓ کے حالات بالاستقلال پیش کرنے مقصود ہیں۔ مندرجہ سابقہ احوال میں سے بعض امور کو تسلسل مضمون اور تکمیل واقعات کے طور پر دہرانا ایک ضروری امر ہے جس سے احتراز و اجتناب نہیں ہو سکتا۔ بنا بریں بعض واقعات و احوال کا اعادہ بامر مجبوری ہوگا۔ امید ہے اہل علم حضرات اس معاملہ میں ہمیں معذور سمجھیں گے۔

معذرت

- ناچیز مؤلف نہ عالم ہے نہ خطیب، نہ اعلیٰ انشاء پرداز اور نہ اہل قلم بلکہ ایک بہت ہی کم علم آدمی ہے اور مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کے مسئلہ کا ادنیٰ خادم ہے۔
- تالیف ہذا میں اپنی محدود معلومات کی حد تک اس موضوع پر علمی مواد پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور حتی المقدور باحوالہ بات ذکر کی ہے اور بیشتر مقامات میں اصل عبارات ساتھ ذکر کر دی ہیں، تا کہ اہل علم حضرات کو تسلی ہو سکے اور عبارت سے مزید فوائد حاصل کر سکیں۔
- بندہ ناچیز کو غلطیوں سے مبرا ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں، اس بنا پر اگر کسی مقام میں نادانستہ طور پر کوئی غلط چیز درج ہو گئی ہو تو ناظرین درگزر فرماتے ہوئے اس کی اصلاح فرما دیں، اور فوری طور پر راقم الحروف کو مطلع کریں، اور دعا فرمائیں کہ مالک کریم بھی ہمیں معاف فرمائے۔

اور بعض حالات کی بنا پر کتاب ہذا کا دوسرا حصہ یعنی ''جواب المطاعن'' پہلے مرتب کیا گیا ہے جبکہ حصہ اول (سیر و سوانح) بعد میں تالیف کیا جا رہا ہے۔ امید ہے ناظرین کرام دوران مطالعہ اس چیز کو ملحوظ رکھیں گے۔

- دیگر گزارش یہ ہے کہ بندہ کی یہ آخری تالیفات ضعف طبع کی وجہ سے عموماً بطور املا کے مرتب ہوئی ہیں، یعنی قلم برداشتہ تحریر نہیں، املا اور قلم برداشتہ تحریر کا جو فرق ہوتا ہے وہ اہل علم پر واضح ہے، ربط عبارات وارتباط مضامین کے سلسلے میں یہ معذرت پیش نظر رہے۔

اب تمہیدی امور (مقام صحابہ، عدالت صحابہ وغیرہ مضامین) پیش خدمت ہیں۔ اس کے بعد اصل مضمون کتاب شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

تمہیدی امور میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور رفیع مقام کے متعلق مختصراً چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔ ان میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت پائی جاتی ہے اور دیگر صحابہ کی طرح ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل ومکارم میں صحابہ کرام بنوامیہ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی داخل اور شامل ہیں۔

کتاب اللہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے حق میں متعدد عنوانات کے ساتھ ان کے مقام ومرتبہ کو ذکر فرمایا ہے۔

جماعت صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

''یعنی تم سب امتوں سے بہتر ہو جو بھیجی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو تم اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور اللہ پر تم ایمان لاتے ہو۔''

اس مقام پر ابن حجر مکی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ:

((فاثبت الله لهم الخيرة على سائر الامم، ولا شيء يعادل شهاده الله لهم بذالك، لانه تعالىٰ اعلم بعباده وما فعلوا عليه من الخيرات وغيرها، بل لا يعلم ذالك غيره تعالىٰ فاذا شهد تعالىٰ فيهم بانهم خيز الامم وجب على كل احد اعتقاد ذالك والايمان به، والا كان مكذبا لله فى اخباره))

(الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص ۲۰۸-۲۰۹ تحت بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ)

''مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام امم پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیر ہونے کو ثابت کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی شہادت کے برابر اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اپنے بندوں کے حالات کا اللہ کریم زیادہ عالم ہے اور ان سے جو امور خیر صادر ہوئے ان کا بھی زیادہ جاننے والا ہے، بلکہ ان تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیر الامم ہونے کی اللہ تعالیٰ نے شہادت دے دی تو ہر شخص پر اس چیز کا اعتقاد ویقین رکھنا لازم ہے ورنہ (العیاذ باللہ) وہ اللہ تعالیٰ کی خبروں کی تکذیب کرنے والا ہوا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

''یعنی اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو معتدل امت تاکہ تم شہادت دو لوگوں پر (قیامت کے روز) اور رسول تم پر گواہ ہوں۔''

آیت ہذا کی وضاحت میں ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:

((......والصحابة فى هذه الاية والتى قبلها هم المشافهون بهذا الخطاب على

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لسان رسول الله ﷺ حقيقة فانظر الى كونه تعالى خلقهم عدولا و خيارا ليكونوا شهداء على بقية الامم يوم القيامة، حينئذ فكيف يستشهد الله تعالىٰ بغير عدول او بمن ارتدوا بعد وفاة نبيهم الاستة انفس منهم كما زعمته الرافضة)) (الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص:۲۰۹ تحت بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ)

''یعنی اس آیت میں اور اس کے ماقبل والی آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر ان الفاظ کے ساتھ اولاً بالذات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا گیا ہے، اور وہی بالمشافہہ آپ کے مخاطب ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف مسلمان کو نظر کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عادل اور خیار پیدا فرمایا ہے تاکہ یہ باقی امتوں پر قیامت کے دن شہادت دے سکیں۔ پس اس وقت عادل کے بغیر اس مقام پر اللہ تعالیٰ کیسے شہادت لائے گا؟ کیا ایسے لوگوں نے جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو گئے اور صرف چھ افراد باقی رہ گئے؟ جیسا کہ رافضیوں کا خیال ہے۔''

مقصد یہ ہے کہ شہادت میں عادل اور خیار ہونا ضروری ہے۔ عادل اور خیار شخص کے بغیر کوئی آدمی شہادت کا اہل نہیں ہوتا اور اس کا قول دیگر شخص پر نافذ اور موثر نہیں ہوتا۔ فلہٰذا گواہی دینے والے عادل صادق اور خیار ہوں گے۔ ظالم، کاذب، اشرار اور فسادی لوگ نہیں ہوں گے۔

پس قرآن کریم کی ان آیات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عادل، صادق اور خیار ہونا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ثنا اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ان میں سے ایک آیت سورۃ تحریم میں وارد ہے کہ:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

''یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں، جس روز اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے، رسوا نہیں فرمائیں گے۔ ان کا نور ان کے سامنے اور دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔''

اس آیت کی تشریح میں علماء فرماتے ہیں:

((...... ومنها قوله تعالى يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ ...... (الایۃ پ۲۸) فامنهم الله من خزيه ولا يأمن من خزيه فى ذالك اليوم الا الذين ماتوا والله سبحانه ورسوله عنهم راض فامنهم من الخزى صريح فى موتهم على كمال الايمان وحقائق الاحسان وفى ان الله لم يزل راضيا عنهم وكذلك رسوله ﷺ)) (الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص ۲۰۹، تحت اعتقاد بیان اہل السنۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اس دن کی رسوائی سے بچائیں گے، اور اس دن رسوائی سے نہیں بچ سکیں گے مگر وہ لوگ جو فوت ہوئے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان سے راضی ہے۔ ان لوگوں کا رسوائی سے محفوظ رہنا اس بات کی وضاحت ہے کہ کمال ایمان اور نیکیوں پر ان کا خاتمہ ہوا، نیز اس بات کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ان سے ہمیشہ راضی رہے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ ایمان لانے والی جماعت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی بدولت اس دن عذاب کی رسوائی سے محفوظ رہیں گے جبکہ کفار اور فساق کو اللہ تعالیٰ طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

پس یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت اور عزت افزائی ہے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں داخل ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور مکارم کو کئی عنوانات کے تحت بیان فرمایا ہے۔

اگر بالفرض بعض دفعہ ان سے لغزش صادر ہوگئی تو اسے معاف فرما کر کمال شفقتوں سے نوازا اور وقتی خطاؤں سے درگزر فرما کر ان پر بے شمار رحمتیں برسائیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد شوال ۸ھ میں ''غزوۂ حنین'' پیش آیا تھا۔ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام، مہاجرین و انصار اور جدید الاسلام مسلمانوں کی عظیم جمعیت تھی۔

قبیلہ ہوازن و ثقیف کے ساتھ اہل اسلام کا مقابلہ ہوا اور شدید جنگ پیش آئی۔ ایک دفعہ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن اس کے بعد فوراً اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت فرمائی اور سکینہ نازل فرما کر احسان عظیم فرمایا اور ساتھ ہی نزول ملائکہ کی صورت میں غیبی امداد فرمائی جس کو عام لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔ یہ خصوصی رحمت تھی اور یہ نصرت اور فتح مندی مسلمانوں کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوئی اور کفار کو بھاری شکست ہوئی اور مسلمانوں کو بے شمار غنائم حاصل ہوئے۔

اس موقع پر اموال غنیمت کو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مجاہدین میں تقسیم فرمایا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور ان کے برادر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان کو بھی غنائم سے وافر حصہ عنایت فرمایا گیا۔

(الاستیعاب (ابن عبدالبر) ص ۱۸۳ ج ۲ مع الاصابہ تحت صخر بن حرب، طبع مصر)
(اسد الغابہ ص ۱۲-۱۳ ج ۳، تحت صخر بن حرب، طبع تہران)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام پر جہاں دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت و منقبت ثابت ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور ان کے برادر یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بھی اس فضیلت میں شامل و شریک ہیں۔

آیات و روایات میں کہیں کسی صاحب کا استثنا نہیں واقع ہوا۔ واقعہ حنین میں شرکت کرنے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ان فضائل سے متمتع ہوئے اور اس شرف سے مشرف ہوئے......

سورۂ توبہ میں اس واقعہ کے متعلق فرمان خداوندی اس طرح ہے کہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورة توبه)

اور غزوۂ حنین کے متعلق جو آیات سورت توبہ کے چوتھے رکوع میں آئی ہیں ان میں اللہ نے شاملین غزوہ حنین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں متعدد فضیلتیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) ایک تو فرشتوں کے ذریعے ان کی نصرت و اعانت کا ذکر فرمایا ہے۔

(۲) اس مقام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مومنین جو غزوہ حنین میں شامل ہوئے ان پر سکینہ کے نزول کا ذکر فرمایا ہے۔

(۳) نیز اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر ان مومنین کے حق میں اپنے غیبی لشکر نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴) اس موقع پر جو بعض حضرات سے کوتاہی سرزد ہوئی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمانے اور توبہ قبول کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

ان تمام عنایات خداوندی کے مستحقین میں حضرت امیر معاویہ جناب ابوسفیان اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور مذکورہ فضیلتیں حاصل کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ الحدید کے پہلے رکوع میں انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (پ۲۷)

''یعنی کیا ہے تمھارے لیے کہ تم نہیں خرچ کرتے اللہ تعالیٰ کے راستے میں، حالانکہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے، تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ فتح (مکہ) کے بعد والے لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ باعتبار درجہ کے ان لوگوں کے مقابلہ میں بہت بڑے ہیں جنھوں نے (فتح) مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ''حسنیٰ'' یعنی جنت کا وعدہ سب سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔''

ایک ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔ ان میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ فتح مکہ سے قبل یا اس کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اگرچہ ان کا باہمی فرق مراتب مسلم ہے۔

(۱) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں تحریر کیا ہے کہ:

((...... وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ای المتقدمون المتناهون السابقون والمتاخرون اللاحقون، وعدهم الله جميعا الجنة مع تفاوت الدرجات))

(تفسیر قرطبی ص ۲۴۱، ج ۱۷ تحت الآیہ سورۃ الحدید)

''یعنی وہ لوگ جو متقدمین اور بہت سبقت کرنے والے ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو متاخرین اور ان سے لاحق ہونے والے ہیں ان دونوں فریقوں کے تمام افراد سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، باوجودیکہ یہ لوگ باہم درجات میں متفاوت ہیں۔''

اور تفسیر روح المعانی میں سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

((وَكُلًّا) ای کل واحد من الفريقين لا الاولين فقط وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ای المثوبة الحسنى وهی الجنة)) (تفسیر روح المعانی ص ۱۷۲، ج ۲۷ تحت الآیۃ سورۃ الحدید)

(۲) اس مقام پر حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ سفارینی اور علامہ ابن حجر مکی رحمہم اللہ نے ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ:

((...... فقال ابن حزم الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا، قال تعالى لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وقال تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ فثبت ان جميعهم من اهل الجنة وانه لا يدخل احد منهم النار لانهم المخاطبون بالاية الاولى التى اثبتت لكل منهم الحسنى وهى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجنۃ)) (حوالہ ہذا ہمارے کتابچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کی تمہید میں قبل ازیں درج ہو چکا ہے)[۱]

''یعنی ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہے فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے ہوں یا فتح مکہ کے بعد، سب بے شک اہل جنت ہیں اوران میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، اس لیے کہ پہلی آیت مذکورہ میں لفظ منکم کا مصداق اور مخاطب یہی حضرات ہیں اوران تمام حضرات کے لیے جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، پھر جن لوگوں کے حق میں حسنیٰ (یعنی جنت) سابقاً ثابت ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے، لہٰذا یہ مخاطبین تمام کے تمام حسب وعدہ الٰہی جنت کے مستحق ہیں اور دوزخ سے دور کر دیے گئے ہیں، اور اللہ کریم کا وعدہ سچا ہے، وہ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔''

مسئلہ ہذا کی تشریح میں مزید یہ چیز ذکر کی جاتی ہے، کہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا مقام ہے اور جہنم اس کی ناراضگی کی جگہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی (حسب فرمان خداوندی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے اور رضامندی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے، (یعنی صفت حادثہ نہیں ہے) اور رضامند ہونے کا فرمان اسی شخص کے حق میں دیتے ہیں کہ جس کے متعلق اللہ کریم کو معلوم ہے کہ یہ شخص موجبات رضا پورا کرے گا اور اس کا انجام درست اور اس کی وفات موجبات رضا پر ہوگی۔

پھر جس شخص پر اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے وہ آیندہ کبھی اس پر ناراض نہیں ہوتا۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((ان الرضا من الله صفة قديمة فلا يرضى الا من عبد علم انه يوافيه على موجبات الرضى ومن رضى الله عنه لم يسخط عليه ابدا))

(الصارم المسلول (ابن تیمیہ) ص ۵۷۷ فصل فی حکم سب الصحابہ)

''مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس کی صفت قدیمہ ہے، (صفت حادثہ نہیں ہے کہ زائل

---

[۱] الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص ۲۱۱ تحت بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ۔
الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۱۹ جلد اول تحت خطبۃ الکتاب۔
عقیدہ سفارینی ص ۳۷۲ جلد ۲۔
محلی (ابن حزم) ص ۴۴ ج ۱ تحت مسئلہ ۸۵ طبع بیروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے) فلہٰذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں رضامندی دائمی ہے جو ہمیشہ سے قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان کے حق میں دواماً رضامندی ثابت ہونے کی رو سے ان کا دائمی مقام جنت ہے۔''

حاصل یہ ہے کہ جو شخص بھی کتاب اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اس کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں اہل جنت ہونے کا یقین رکھنا لازم ہے، اور ان تمام حضرات سے ہر قسم کی سوءظنی اور بدگمانی سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

مندرجات بالا نصوص قرآنیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنو امیہ کا استثنا کہیں نہیں پایا جاتا۔ جب ایسا کہیں نہیں تو صحابہ بنی امیہ بھی قطعاً اور یقیناً اس بشارت میں داخل ہیں، اور قاعدہ یہ ہے کہ العبرۃ لعموم الفاظ لا لخصوص الموارد پس ان فضائل و مکارم کے مصداق جس طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ نیز جنت کی بشارت کے حقدار جیسے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مژدہ جنت کے مستحق ہیں۔

روایات کی روشنی میں

گزشتہ صفحات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مکارم کے سلسلے میں چند ایک چیزیں کتاب اللہ کی روشنی میں ذکر کی ہیں۔ اب سطور ذیل میں ان حضرات کی فضیلت اور قدر و منزلت روایات کی روشنی میں مختصراً پیش کی جاتی ہے۔

① ایک روایت میں ہے کہ جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اکرموا اصحابی انهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم))

(مشکوۃ شریف ص ۵۵۳-۵۵۴ تحت باب مناقب الصحابہ، فصل ثانی، طبع دہلی)

''یعنی میرے صحابہ کا احترام اور عزت کرو۔ سابق ہوں یا لاحق ہوں، زندہ ہوں یا فوت شدہ ہوں کیونکہ یہ لوگ پسندیدہ اور بہترین لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملتے ہیں، (تابعین) اور پھر وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملتے ہیں (تبع تابعین)۔''

② ایک دوسری روایت میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم......))

(مشکوۃ شریف ص ۵۵۳-۵۵۴ تحت باب مناقب الصحابہ، فصل ثانی، طبع دہلی)

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کا بہترین دور میرا قرن ہے، یعنی جن لوگوں نے میرے دور کو پایا اور میرے ساتھ ایمان لائے وہ اصحاب ہیں، پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملتے ہیں یعنی رتبے میں ان سے قریب ہوتے ہیں اور ایمان اور یقین میں ان کے پیچھے چلنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں...... یہ تابعین ہیں...... پھر وہ لوگ جو ان کے پیچھے چلنے والے ہیں...... (یہ تبع تابعین ہیں)''

۳ ایک دیگر روایت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((......الله الله فی اصحابی، لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم...... الخ))

''یعنی میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اور میرے اصحاب کے معاملہ میں کسی کی تنقیص مت کرو، اور ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بناؤ، اور ان کی تعظیم و توقیر قائم رکھو۔''

مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کو مکروہ باتوں کا نشانہ مت بناؤ، جو شخص ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے، جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتا ہے...... الخ

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص ان سے محبت کرے وہ ان کے اعمال، مقامات اور ان کی قربانیوں کی وجہ سے ان سے محبت کرے۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ ان کی محبت کی لم (وجہ) ان کی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔ ظاہر ہے کہ جن کے کمالات ان کے اعمال پر مبنی نہیں ان کے اعمال سے بحث ایک بے جا محنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جو شان دی ہے وہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دی ہے اور وہ مقام صحابیت ہے۔ (سبحان اللہ)

۴ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی بریدہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((......ما من احد من اصحابی یموت بارض الا بعث قائدا و نورا لهم یوم القیامة)) (رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف ص ۵۵۴ تحت باب مناقب الصحابہ فصل الثانی)

''فرمایا میرے صحابہ میں سے جو صحابی جس علاقے میں فوت ہوا ہے، وہ قیامت کے دن اس زمین والوں کا قائد اور نور ہدایت بنا کر لایا جائے گا۔''

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توقیر اور عظمت کے لیے روایات کا ایک ذخیرہ ہے، جن میں سے صرف چند روایات یہاں ذکر کی ہیں۔ ان تمام روایات میں جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے مقام اور قدر و منزلت کو واضح فرما دیا ہے اور تمام صحابہ ان مکارم و فضائل کے مصداق اور مستحق ہیں اور ان میں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان فضائل اور مکارم میں داخل ہیں۔

علماء ان کے مقام فضیلت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

((......واما معاویة فهو من العدول الفضلاء والصحابة الاخیار))

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ملا علی قاری، ص ۲۷۲، ج ۱۱، باب مناقب الصحابہ، طبع ملتان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور صاحب فضیلت صحابہ میں سے ہیں اور اخیار میں ان کا شمار ہے۔"

⑤ امارت اور خلافت کے سلسلے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد فرمودات مروی ہیں جن میں یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ الائمة من قریش ، یعنی قوم کے امام اور پیش رو قریش میں سے ہوں گے، اور دیگر روایات میں فرمایا گیا ہے کہ امارت و خلافت کے معاملے میں قریش باقی اقوام سے زیادہ فائق اور متبوع ہیں اور باقی لوگ ان کے تابع اور پیروکار ہیں۔

اس فرمان نبوی کو متعدد محدثین کرام نے ذکر کیا ہے۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ:

((قام معاویة علی المنبر فقال: قال رسول الله ﷺ الناس تبع القریش فی هذا الامر۔ خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا......الخ))

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۸، ج ۱۲، کتاب فضائل، طبع کراچی۔

مسند احمد ص ۱۰۱، ج ۴ تحت احادیث معاویہ بن ابی سفیان۔

المطالب العالیہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۲۰۴ ج ۲ روایت نمبر ۲۰۲۵ باب الخلافۃ فی قریش

"یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین یا خلافت و امارت کے معاملہ میں دیگر اقوام، قوم قریش کے تابع ہیں۔ دور جاہلیت میں جو لوگ پسندیدہ و اخیار تھے وہ اسلام میں بھی پسندیدہ اور اخیار ہیں جبکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور دین اسلام پر عمل پیرا ہوں۔"

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے قریش کا جاہلیت کے دور کا مرتبہ و شرف کم نہیں کیا۔ جس طرح جاہلیت کے دور میں قریش اپنی قوم کے قائد و رئیس تھے اسی طرح اسلام میں سردار و پیش رو ہیں، بشرطیکہ دین پر قائم رہیں۔

مختصر یہ ہے کہ قبائل قریش کے اسلام لانے سے اسلام میں ان کی عزت افزائی ہوئی، انھیں پچھلی مخالفت کے باعث کہیں عزو شرف سے محروم نہیں رکھا گیا۔ قریش کے متعدد قبائل تھے ان میں بنوامیہ ممتاز قبیلہ تھا۔ جس طرح باقی قبائل کے افراد کو خیار و اخیار فرمایا گیا اسی طرح بنوامیہ قبیلہ کے افراد بھی اس شرف سے نوازے گئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوامیہ کی نامور شخصیت ہیں، وہ بھی اس شرف و اعزاز میں شریک و شامل ہیں۔

شرف صحبت کا لحاظ

اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے سلسلہ میں یہ چیز بڑی قابل قدر ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحبت کے شرف کو ایک نعمت غیر مترقبہ اور نعمت کبریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں عہد فاروقی کا ایک واقعہ علماء ذکر کیا کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اصابہ کی ابتدا میں اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک بدوی لایا گیا، اس نے (کسی وجہ سے) حضرات انصار کی ہجو کر دی تھی، بطور سزا دلوانے کے اسے پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حالات کی جستجو کی) تو معلوم ہوا کہ یہ بدوی تو صحابی ہے۔

اس کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے ہجو تو کیا کچھ کی، مجھے معلوم نہیں، اس پر اس کو سزا دی جاتی لیکن اس کے لیے تو شرف صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے، (اس وجہ سے رعایت کر دی اور کوئی سزا نہیں دی)۔

روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے، سزا تو اپنی جگہ ہے، عتاب بھی نہیں کیا کیونکہ انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ثابت ہے۔

علماء نے فرمایا کہ یہ واقعہ اس چیز کی شہادت دیتا ہے کہ دور اول میں یہ حضرات اعتقاد رکھتے تھے کہ شان صحبت پیغمبر کے برابر کوئی چیز نہیں۔

((......ذالك البدوی اتی به عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد هجا الانصار فقال لهم عمر لو لا ان له صحبة من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما ادری ما نال فيها لكفيتكموه ولكن له صحبة من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لفظ علی بن الجعد ورجال الحديث ثقات وقد توقف عمر رضی اللہ عنہ عن معاتبته فضلا عن معاقبته لكونه علم انه لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی ذالك ابين شاهد علی انهم كانوا يعتقدون ان شان الصحبة لا يعدله شیء))

۱۔ الاصابہ (ابن حجر) ص ۲۱ ج ۱، تحت خطبۃ الکتاب الفصل الثالث

۲۔ الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص ۲۱۲ تحت الخاتمہ فی بیان اعتقاد اہل السنہ

۳۔ تاریخ ابن عساکر مخطوطہ عکسی ص ۷۴۵ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا فرمان

اسی طرح مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات میں فضیلت صحبت کے مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

((......فانهم فی فضيلة صحبة خير البشر مشتركون وفضيلة الصحبة فوق جميع الفضائل والكمالات ولهذا لم يبلغ اويس القرنی الذی هو خير

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التابعين مرتبة ادنى من صحبته عليه الصلوٰة والسلام، فلا تعدل بفضيلة الصحابة شيئا كائنا من كان فان ايمانهم ببركة الصحابة ونزول الوحى يصير شهوديا ولم يتفق لاحد بعد الصحابة هذا الرتبة من الايمان والاعمال متفرعة على الايمان كمالها على حسب كمال الايمان))

(مکتوبات امام ربانی ص ۴۰، دفتر اول، حصہ دوم مکتوب نمبر ۵۹، طبع لاہور)

''یعنی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اقدس کی صحبت کی فضیلت میں مشترک ہیں اور صحبت کی فضیلت تمام فضائل و کمالات پر فوقیت رکھتی ہے، اسی بنا پر حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ جو خیر التابعین ہیں، وہ ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز بھی نہیں۔ صحبت پیغمبر اور نزول وحی کی برکت سے ان کا ایمان شہودی قرار پایا ہے۔ (یعنی مشاہدہ کا ایمان ہے، غائبانہ نہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی ایک کے لیے بھی اس مرتبے کا ایمان حاصل نہیں، اور اعمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں اور اعمال کا کامل ہونا ایمان کے کمال کے موافق اور مطابق ہوتا ہے۔''

ان ضوابط کے پیش نظر شیخ موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض حضرات کی فضیلت کے انکار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضل و اکرام کا انکار لازم آتا ہے، کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحبت نبوی کے شرف سے یکساں طور پر مشرف ہیں۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ کا قول

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ اپنے دور کی شخصیت کاملہ ہیں اور اکابر صوفیہ میں شمار ہوتے ہیں، وہ اپنے ''مکتوبات قدوسیہ'' میں صحابیت کی فضیلت اور مقام صحبت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''......آرے در اعتقاد است کہ غیر صحابہ اگرچہ در مرتبہ رفیعہ رسد و صاحب ولایت، و صاحب تصرف، وعطا گردد بمرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نرسد کہ فضل صحبت فضل کلی است۔ وآں فضل جزوی، وفضل جزوی با فضل کلی برابر نبود۔'' (منتخب مکتوبات قدوسیہ ص ۵۰ طبع مجتبائی دہلی)

''مطلب یہ ہے کہ اعتقادیات میں یہ چیز مسلم ہے کہ غیر صحابی اگرچہ بلند مرتبہ ولایت اور مقام تصرف وعطا کو پہنچ جائے پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ صحبت نبوی کو فضیلت کلی کا درجہ حاصل ہے جبکہ مقام ولایت وغیرہ کو فضیلت جزوی کا مرتبہ حاصل ہے اور جزوی فضیلت، فضیلت کلی کے برابر اور مساوی نہیں ہو سکتی۔''

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا بیان

اس سلسلے میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفضیل کے مسئلے کو نہایت عمدہ انداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

''سر تفضیل صحابہ بر ہر کہ بعد از ایشاں آمد آنست کہ ایشاں واسطہ اند میاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وایں جماعت متاخرہ واز جہت غلبہ اسلام بواسطہ ایشاں ورسیدن علم بسبب ایشاں۔ امر ملت مشابہت تمام دارد بدیوارے کے ہر خشت فوقانی متفرع است بر خشت تحتانی دو واسطہ استقامت اوست، تا آنکہ کار باساس رسد۔ ہم چنیں ہر قرن متاخرہ مستمد و منت پذیر قرن متقدم است در شرائع اسلام و علوم و ہدایت و شرع تا آنکہ امر منتہی گردد بصاحب شرع کہ از جانب خدا تعالیٰ شریعت را بی واسطہ آوردہ۔'' (قرۃ العینین از شاہ ولی اللہ ص ۴۵، طبع مجتبائی دہلی)

''مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے لوگوں پر صحابہ کی تفضیل کی حکمت یہ ہے کہ متاخرین جماعت اور پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واسطہ اور رابطہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے اسلام غالب آیا اور ان کی بدولت ہمیں علم دین پہنچا۔ ملت کے اس معاملہ کی کامل تمثیل ایک دیوار کے ساتھ دی جاسکتی ہے کہ جس کی ہر خشت فوقانی ہر خشت تحتانی پر متفرع ہے اور اس کی استقامت کا واسطہ اور ذریعہ ہے۔ اس طریقہ سے دیوار کی تکمیل ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر متاخر دور ہر متقدم دور سے استفادہ کرنے والا ہے اور اس کا منت پذیر ہے، یعنی احکام شرعی و علوم دینی و حصول ہدایت میں متاخرین کا انحصار متقدمین پر ہے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ صاحب شرع (صلی اللہ علیہ وسلم) تک جا کر منتہی ہوتا ہے جس ذات نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے شریعت لائی ہے۔''

حاصل یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین امت مسلمہ اور پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حصول دین، وصول شریعت اور اخذ ہدایت کے لیے واسطہ اور ذریعہ ہیں اور یہ عظیم شرف اور کمال فضیلت کسی دیگر قوم کو نصیب نہیں، یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے۔

عدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مسئلہ ہذا جمہور علمائے امت کے نزدیک مسلم ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے اور ان کا عادل اور خیار ہونا جمہور اہل اسلام کے نزدیک مجمع علیہ اور فیصلہ شدہ امر ہے، کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں۔

اس چیز پر ہم اکابر علماء کے چند ایک بیانات بطور تائید و تصدیق پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کے اطمینان کا باعث ہوسکیں۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ:

((......(اعلم) ان الذی اجمع علیه اهل السنة والجماعة انه یجب علی کل مسلم تزکیة جمیع الصحابة باثبات العدالة لهم، والکف عن الطعن فیهم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والثناء علیھم)) (الصواعق المحرقۃ (ابن حجر مکی) ص ۲۰۸ بیان اعتقاد اہل السنۃ)

''یعنی جس چیز پر اہل سنت والجماعت نے اتفاق کر لیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں عدالت کا اثبات، ان کے خلاف طعن و تشنیع سے کف لسان اور ان کی ثنا کے ساتھ تزکیہ پیش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

(۱) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کفایہ میں لکھا ہے کہ:

((لان عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم واخباره عن طهارتهم واختياره لهم في نص القران)) (الکفایہ (خطیب بغدادی) ص ۴۶ باب ما جاء فی تعدیل اللہ ورسولہ)

''یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عادل ہونا، ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تعدیل اور ان کے حق میں تزکیہ کی دینے اور ان کو اپنی کتاب میں پسندیدہ قرار دینے کی وجہ سے یقیناً ثابت ہے۔''

(۲) ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے استیعاب کے مقدمہ میں مسئلہ ہذا کو اس طرح بیان کیا ہے کہ:

((فهم خير القرون وخير امة اخرجت للناس ثبتت عدالة جميعهم بثناء الله عزوجل عليهم وثناء رسول الله ﷺ۔ ولا اعدل ممن ارتضاه الله لصحبة نبيه ﷺ ونصرته ولا تزكية افضل من ذالك ولا تعديل اكمل منها))

(الاستیعاب، ابن عبدالبر مع الاصابہ ص ۲ ج ۱، تحت خطبۃ الکتاب)

''یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر القرون اور بہترین امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں لوگوں کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کی مدح و ثنا کی بدولت ان کی عدالت ثابت ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی صحبت اور نصرت کے لیے پسند فرمایا اس سے زیادہ عادل اور کون ہو سکتا ہے؟ اور اس تزکیہ سے بڑھ کر کوئی اور تزکیہ افضل نہیں ہو سکتا، اور اس تعدیل سے زیادہ مکمل اور کوئی تعدیل نہیں ہو سکتی۔''

(۳) اور اسی مضمون کی تائید میں ہم حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

((......وجميع ذالك (النصوص) يقتضى القطع بتعديلهم ولا يحتاج احد منهم مع تعديل الله له الى تعديل احد من الخلق))

(الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۱۷ ج ۱، فصل ثالث فی بیان حال صحابہ)

''یعنی یہ تمام نصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعدیل کے یقینی ہونے کی متقاضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تعدیل کے ہوتے ہوئے مخلوقات کی طرف سے کسی تعدیل کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔''

(۴) اور ابن صلاح رحمہ اللہ نے علوم الحدیث میں مسئلہ ہذا کو نہایت منقح کر دیا ہے اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((......الثانية للصحابة باسرهم خصيصة وهى انه لا يسأل عن عدالة احد منهم، بل ذالك امر مفروغ منه لكونهم على الاطلاق معدلين بنصوص الكتاب والسنة واجماع من يعتد به فى الاجماع من الامة)) (علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) ص۲۶۴، ۲۶۵۔ تحت النوع ۳۹)

''یعنی تمام صحابہ کے لیے خاص طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی عدالت کے بھی متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا، بلکہ یہ امر فیصلہ شدہ ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نصوص (کتاب وسنت) کے ذریعے سے علی الاطلاق عادل قرار دیے گئے ہیں۔ اور جن حضرات کا اجماع میں اعتبار کیا جاتا ہے ان کے اتفاق کرنے کی وجہ سے بھی عادل قرار پائے گئے ہیں۔''

⑤ اور دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ:

((......ثم ان الامة مجمعة على تعديل جميع الصحابة ومن لابس الفتن منهم فكذالك باجماع العلماء الذين يعتد بهم فى الاجماع احسانا للظن بهم ونظراً الى ما تمهدلهم من الماثر، كان الله سبحانه وتعالى اتاح الاجماع على ذالك لكونهم نقلة الشريعة، والله اعلم))

۱۔ علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) ص۲۶۴ تحت نوع ۳۹

۲۔ التقریب مع تدریب الراوی ص۴۰۰، ۴۰۱ تحت نوع ۳۹

''یعنی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعدیل اور خیر ہونے پر امت کا اتفاق ہو چکا ہے اور اسی طرح جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے دور کے فتنوں میں مبتلا ہوئے ان کی تعدیل پر بھی قابل اعتماد علماء کا اجماع ہے۔ یہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھنے اور ان کے ماثر خیر کی طرف نظر کرنے کی بنا پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ پر اجماع مقدر کر دیا، اس وجہ سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت اسلامیہ کے ناقل اور دین کے پہنچانے والے ہیں۔''

⑥ مسئلہ ہذا کو ابن ہمام رحمہ اللہ (المتوفی ۸۶۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب التحریر میں، ابن امیر الحاج رحمہ اللہ نے التقریر والتحبیر (شرح التحریر) میں علامہ سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے مفصل ذکر کیا ہے، لیکن اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف حوالہ ذکر کر دیا ہے۔

(التقریر والتحبیر از ابن الحاج ص۲۶۰۔ ۲۶۱ تحت مسئلہ علی الاکثر علی عدالۃ الصحابہ)

⑦ اور ابن مظفر اسفرائنی رحمہ اللہ نے بھی التبصیر فی الدین تحت باب الخامس عشر الفصل الاول فی بیان اعتقاد اہل السنہ میں اس مسئلہ کی عمدہ تفصیل ذکر کی ہے۔ (التبصیر فی الدین، ابن مظفر اسفرائنی ص۱۶۴۔ ۱۶۵ باب ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل تحقیق حضرات ان مقامات کی طرف رجوع کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ:
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت اور وثاقت کا مسئلہ امت کے اکابر علماء کے نزدیک مسلمات میں سے ہے۔ ان میں سے کسی ایک صحابی پر غیر ثقہ یا غیر عادل ہونے کا طعن کرنا ہرگز روا نہیں۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسی زمرہ کے ممتاز فرد ہیں اور اسلام کی نامور شخصیت ہیں اور حاکم عادل ہیں۔ فلہٰذا ان کی دیانت، عدالت اور وثاقت میں کوئی کلام نہیں۔ اس مسئلہ میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کا یکساں حکم ہے۔

تکمیل مسئلہ (حاشیہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا مسئلہ جب ذکر کیا جاتا ہے تو مخالفین اور معاندین صحابہ اس مسئلہ کے معارضہ میں ''معیار صحابیت'' کے عنوان سے ایک دستاویز تیار کر کے یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعدد معاصی سرزد ہوئے اور وہ گناہوں میں مبتلا پائے گئے۔ فلہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم عادل اور ثقہ نہیں۔
چنانچہ اس پر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطاؤں کی ایک فہرست مرتب کرتے ہیں جس میں ان کی ایک ایک لغزش شمار کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوء ظن پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں اور عوام میں نفرت اور انتشار پھیلاتے ہیں۔ مثلاً:

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے، شراب خوری، زنا کا صدور اور قذف کا ارتکاب وغیرہ۔
- خطبہ جمعہ کے دوران میں صحابہ اٹھ کر چلے گئے۔
- بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوات میں دشمن کے مقابلہ میں میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، یا ان سے جہاد میں شرکت سے کوتاہی ہوئی۔
- بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہم قتال کیا جو شرعاً مذموم ہے۔
- اسی طرح کئی خطائیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے سرزد ہوئیں۔

بعض مرویات میں ہے کہ اصیحابی اصیحابی انك لا تدری ما احدثوا بعدك بقول معترضین اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا احداث فی الدین اور اعراض عن الدین ثابت ہے۔
اس چیز کے جواب میں چند ایک امور ذیل میں پیش خدمت ہیں جن پر بنظر انصاف غور کرنے سے ان شبہات کا ازالہ ہو سکے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوء ظنی مرتفع ہو سکے گی اور اصل صورت حال واضح ہوگی۔
اولاً یہ چیز قابل توجہ ہے کہ بعض دفعہ ایسا مواد بھی کتابوں میں پایا جاتا ہے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف مطاعن فراہم کیے جاتے ہیں مگر یہ مواد بیشتر تو خالص جھوٹ و افترا اور اختراع ہوتا ہے اور سبائیوں کی خود ساختہ اور روافض و خوارج وغیرہ کی مجروح روایات ہوتی ہیں جو بے سرو پا ہونے کی وجہ سے خرافات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ میں ہیں۔ اور عموماً ارباب فضول کی یہ منقولات ہوتی ہیں اور ارباب فضول کی مرویات کا اہل فن کے نزدیک کوئی وزن نہیں۔

اس نوع کی مشتبہ وغیر متیقنہ مرویات سے صحابہ کے حق میں اعتراضات مرتب کرکے میدان طعن میں لانا بالکل غلط ہے اور ناقابل تسلیم ہے۔

ثانیاً یہ چیز قابل وضاحت ہے کہ اس دور میں بعض لوگ مرض نفاق میں مبتلا تھے جنھیں منافقین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور بعض لوگ اعراب (بادیہ نشین) تھے جو جدید الاسلام ہونے کی وجہ سے آداب شرعی سے ناواقف تھے۔

پھر اس دور میں منافقوں اور اعراب سے خلاف شرع امور کا صدور اور ان کی کوتاہیوں کا قرآن مجید میں الگ ذکر موجود ہے اور قرآن مجید نے کئی مقامات پر ان لوگوں کے غلط کردار و افعال کا الگ ذکر کیا ہے اور انھیں ایک الگ گروہ کی حیثیت سے بیان کرتے ہوئے ان کی منافقانہ صفات و حالات کو واضح کر دیا ہے۔ (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں پائی جاتیں)۔

علامات منافقین

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا

وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ

يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

وغیرہ وغیرہ کئی آیات میں منافقون کی صفات و علامات ذکر کی گئی ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کا مفہوم یہ ہے کہ:

- جس وقت منافق لوگ نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور بوجھل ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔
- یہ لوگ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں
- اللہ تعالیٰ کو یہ لوگ نہیں یاد کرتے مگر تھوڑا سا
- یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) نہیں خرچ کرتے مگر برے دل سے (دلی کراہت سے کچھ خرچ کرتے ہیں)
- یہ لوگ برائی کا حکم کرتے ہیں اور اچھائی سے منع کرتے ہیں
- یہ لوگ اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں (خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں) انھوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھلا دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- منافقین کو بشارت دیجیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔
- یہ لوگ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

ماقبل میں منافقین کی چند ایک چیدہ چیدہ صفات کا ذکر قرآن مجید کی روشنی میں ہوا۔ ہر ایک صفت پر نظر کریں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان صفات و عادات رذیلہ سے کوسوں دور ہیں اور مومنانہ صفات کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ منافقانہ خصائل کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ اس چیز پر کتاب و سنت شاہد عادل ہے اور اس دور کے واقعات و حالات گواہ ہیں۔

مخالفین صحابہ اپنی کج روی اور کج فہمی کی بنا پر ان منافقانہ صفات سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملوث کرنے کی جسارت کرتے ہیں حالانکہ منافقانہ صفات کے حامل الگ افراد تھے جن کی منافقانہ صفات کا ذکر قرآن مجید نے بصراحت بیان کیا ہے۔

تعامل نبوی

ثالثاً: علاوہ ازیں جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدت العمر جو ''تعامل'' رہا اور جو ''معاملہ'' فرماتے رہے یہ چیز بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اخلاص دینی کے لیے مستقل شواہد کے درجہ میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل اور معاملات میں ان اعتراضات کا واضح طور پر جواب موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحیح ایماندار تھے اور منافقانہ صفات کے حامل ہرگز نہیں تھے ورنہ ان کے ساتھ صاحب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ معاملات روا نہ رکھے جاتے بلکہ ان سے اجتناب و احتراز اختیار کرتے ہوئے ان کے ساتھ غلظت اور شدت کا معاملہ کیا جاتا۔

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ...... الخ

رابعاً: قرآن مجید کے نزول کا دور مسلمانوں کے لیے حصول تربیت اور اصلاح کا دور ہے، عقائد و اعمال کی تصحیح اور تکمیل دین کا زمانہ ہے۔ ان ایام میں اہل اسلام کی کوتاہیوں اور تقصیروں پر تنبیہ کیا جانا کوئی معیوب نہیں۔ اور دین کے تکمیلی مدارج میں کسی لغزش پر عتاب و سرزنش کا پایا جانا کوئی قبیح چیز نہیں۔ بلکہ یہ چیزیں حسب موقع اصلاحات کے درجہ میں شمار ہوتی ہیں۔

دیگر یہ چیز بھی مسلمات میں سے ہے کہ شریعت کے تمام مسائل بیک وقت نافذ نہیں ہوئے بلکہ احکام شرعی کا اجرا بتدریج عمل میں آیا اور حسب موقع احکام نازل ہوتے رہے اور ان فرمودات پر عمل درآمد ہوتا رہا۔

ان حالات میں بعض مسلمانوں سے آداب شریعت کی ناواقفیت کی بنا پر نادانستہ طور پر کئی امور صادر ہوئے۔ اس صورت میں ان سے خطاؤں کا سرزد ہونا قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ انھیں شرعی مسائل کا پہلے سے علم نہیں تھا۔ مسئلہ کی صحیح صورت معلوم ہو جانے کے بعد انھوں نے اپنے عمل و کردار کو درست کر لیا اور اپنی غلطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تائب ہو کر اس سے کنارہ کش ہو گئے اور بقا علی الخطا سے محفوظ رہے۔

خامساً: بعض مواقع میں اس طرح بھی ہوا کہ چند افراد سے شرعی احکام کے خلاف عمل صادر ہوا تو ان کی غلطی کی اصلاح کے لیے احکام نازل ہوئے جو اس سے قبل مستور اور پوشیدہ تھے اور ان کی غلطی کی وجہ سے امت کے لیے ان مستور احکام کی وضاحت سامنے آئی۔ جیسا کہ بعض لوگ اپنی لاعلمی کی بنا پر خطبہ جمعہ کے دوران میں اٹھ کر چلے گئے تو اس پر قرآن مجید میں ان لوگوں کے متعلق تنبیہ کی گئی اور اس موقع کے آداب امت مسلمہ کے سامنے آئے جو اس سے قبل معلوم نہیں تھے۔

اب اس چیز نے آیندہ کے لیے ہدایت کا کام دیا۔ ایسے واقعات کو مقام طعن میں پیش کرنا عقلمندی نہیں اور ان سے اعتراض تجویز کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

سادساً: صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق بعض خطاؤں اور معاصی کے ایسے واقعات منسوب ہیں جن میں وہ مجتہد ہیں اور انھوں نے اپنے اجتہاد کی بنا پر وہ فعل کیا۔ لیکن بہت سے لوگوں کو ان کی وجہ اجتہاد کا ادراک نہ ہونے کی وجہ سے وہ افعال خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ شرعی حکم پر عمل کرنے کی ایک دوسری شکل ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے اجتہاد کی بنا پر اگر لغزش اور غلطی سرزد ہو بھی جائے تو وہ اجتہادی خطا ہوتی ہے اور حسب تصریح حدیث اجتہاد میں خطا ہونے پر گناہ لازم نہیں بلکہ ان کو ایک اجر ملنے کی امید ہے۔ چنانچہ فرمان نبوت اس طرح ہے کہ:

((اذا حکم الحاکم فاجتھد و اصاب فله اجران اذا حکم واجتھد واخطأ فله اجر واحد)) (متفق علیہ)

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۹۲ باب اجر الحاکم اذا اجتھد الخ)

۲۔ مشکوۃ شریف ص ۳۲۴ باب العمل فی القضا)

سابعاً: اگر بعض افراد سے ایسے کام سرزد ہوئے جو اجتہاد سے متعلق نہیں بلکہ واقع میں معصیت ہیں تو ایسے افعال و اعمال ان کی اسلامی زندگی میں عموماً قلیل و شاذ ہوں گے اور ان کے بے شمار حسنات اور اسلامی خدمات کے پیش نظر یہ قابل ذکر ہی نہیں۔ ان الحسنات یذھبن السیئات ایک مسلم قاعدہ ہے پھر وہ لوگ خشیت الٰہی اور اپنی فطرت سلیمہ کی بنا پر معاصی پر قائم و دائم نہیں رہے بلکہ تائب ہو گئے اور ان کے لاتعداد اعمال صالحہ اور حسنات کثیرہ کی وجہ سے ان کی وہ خطائیں معاف ہو گئیں اور اس معافی کا اعلان کتاب اللہ میں اللہ کریم کی رضامندی (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) کے عنوان سے کر دیا گیا۔ (المنتقی، ذہبی ص ۲۲۰-۳۲۰)

مسئلہ ہذا کی مزید وضاحت

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے گناہ سرزد ہو گئے اور لغزش پائی گئی تو یہ چیز قابل قدح نہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ''معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل'' اور'' سوابق اعمال خیر'' کے مقابلہ میں یہ چیز مضر نہیں۔ کیونکہ آخرت میں معصیت کے عقاب کے مرتفع ہونے کے لیے کتاب و سنت کی روشنی میں متعدد صورتیں موجود ہیں جن سے اخروی سزا مرتفع ہو جاتی ہے اور معافی کا سامان ہو جاتا ہے۔

چنانچہ درج ذیل امور پر توجہ فرمائیں:

- اللہ کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نہ صرف مغفرت کا وعدہ فرمایا بلکہ ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ بعض مقامات میں وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ فرمایا اور بعض جگہ ارشاد ہوا کہ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ...... الخ یہ تمام صورتیں مالک کریم کی طرف سے معافی کی ہیں۔
- توبہ گناہ اور معصیت کو مٹا دیتی ہے اور یہ چیز مسلم ہے ((التائب من الذنب كمن لا ذنب له))
- مومن کی حسنات اور نیکیاں اس کے معاصی کو ختم کر دیتی ہیں ((ان الحسنات يذهبن السيئات))
- زندگی میں مومن پر جب مصائب آتے ہیں اور ان پر صبر کرتا ہے تو یہ عمل اس کے معاصی کا کفارہ ثابت ہوتا ہے اور اس سے اس کے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں۔
- مومن کی مومن بھائی کے حق میں دعائے مغفرت سے اس کے معاصی معاف کر دیے جاتے ہیں۔
- جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں استغفار فرمانا ثابت ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے شفاعت و سفارش ہو گی جو یقیناً مغفرت کا باعث اور معافی کا ذریعہ ہے۔
- مومن کے ایسے اعمال صالحہ جاریہ جو اس کی موت کے بعد بھی اس کے لیے اجر و ثواب کا ذریعہ ہیں معاصی کی تلافی کا باعث بنتے ہیں۔
- مومن کی وفات کے بعد دوسرے مومن کا اپنے بھائی کے لیے اعمال صالحہ کا اہدا کرنا اور ثواب پہنچانا نجات اخروی کا باعث ہے مثلاً (صدقہ، حج وغیرہ)
- اگر کسی صاحب سے گناہ کی بات سرزد ہوئی اور اتفاقاً اسے توبہ کا موقع نہیں ملا تو برزخی سزا کے ذریعے سے اسے پاک وصاف کر دیا جائے گا تاکہ آخرت کا عذاب اس پر نہ رہے اور اسے اخروی سزا سے نجات مل جائے۔
- اولاد صالحہ ایک صدقہ جاریہ ہے اور پھر اولاد صالحہ کی اپنے والدین کے حق میں مغفرت کی دعا کرنا عند اللہ الکریم مقبول ہے اور اس سے اخروی نجات ہو جاتی ہے۔ (المنتقی، ذہبی ص ۳۸۶-۳۹۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ ہے کہ افرادِ امت کے معاصی کے سقوط کی جو صورتیں پائی جاتی ہیں ان تمام میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ حقدار ہیں، اور بعد والی امت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدح و ثنا کے بھی زیادہ مستحق ہیں اور ہر مذمت و عیب کے ازالہ کے لیے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ (المنتقیٰ، ذہبی ص ۳۲۰)

اسی بنا پر علمائے امت بطور نصیحت تحریر کرتے ہیں کہ:

صحابہ کے ماسوا لوگوں پر ناقدانہ کلام کرنے کی بہ نسبت صحابہ پر نقد کرنا شدید ہے اور اعتراض وارد کرنا زیادہ گناہ ہے کیونکہ یہ حضرات باعتبار عزت و عظمت کے زیادہ محترم ہیں اور باعتبار مرتبہ کے زیادہ قدر و منزلت والے ہیں اور پاکیزہ انساب کے حامل ہیں۔ (المنتقیٰ، ذہبی ۳۲۵)

نیز صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمومی و خصوصی فضائل کتاب و سنت سے اس قدر ثابت ہیں جو ان کے ماسوا کے لیے نہیں پائے جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور یہ لوگ جنت کے مستحق ہیں اور خیر امت ہیں، ان کا انجام بالخیر پایا گیا۔ اور شرعی قاعدہ ہے کہ ((ان العبرة بالخواتیم)) ان حضرات کا خاتمہ بالخیر ہوا۔

ایک اشتباہ پھر اس کا جواب

مخالفین صحابہ کی طرف سے صحابہ پر ایک مشہور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ قیامت میں صحابہ کو دوزخ کی طرف لے جانے لگیں گے تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے: اصیحابی اصیحابی...... الخ یا اصحابی اصحابی...... تو قادر مطلق کی جانب سے فرمان ہوگا کہ ((انك لا تدری ما احدثوا بعدك......)) اور فرمایا جائے گا کہ ((انهم لن یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم))

روایت ہذا میں محدثین نے روایت کی تشریح کے تحت یہ بات ذکر کی ہے کہ ان اصحاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام لائے تھے لیکن بعد میں انھوں نے ارتداد اختیار کر لیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتد ہو گئے۔ اکثر یہ لوگ بنی حنیفہ اور بنی تمیم وغیرہ میں سے تھے جو بطریق وفادت (وفود کی صورت میں) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر بعد میں دین سے انحراف کر کے خائب و خاسر ہوئے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر شد و ہیچ کس از اہل سنت آں جماعہ را صحابی نمی گوید و معتقد خوبے و بزرگے آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آنحضرتؐ مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند۔"

مخالفین صحابہ (شیعہ) نے روایت مذکورہ میں اکابر اور مشاہیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مراد لے کر طعن ہذا وارد کیا ہے۔

یہ چیز ہرگز درست نہیں اس لیے کہ ان حضرات کے حق میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات میں ان کے اوصاف حمیدہ بیان کیے ہیں اور ان کے ایمان، اسلام اور اعمال صالحہ پر بشارات ذکر فرمائی ہیں اور احسن جزا کا وعدہ فرمایا ہے۔

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ...... الخ (توبہ:)

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (الحدید)

اسی طرح بے شمار احادیث میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مغفرت اخروی، کامیابی اور دخول جنت کی بشارات ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اسی عالم میں جنت کی بشارت زبان نبوت سے ثابت ہے۔ بنا بریں مذکورہ بالا روایت (اصیحابی اصیحابی...... الخ) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد نہیں ہو سکتے اور ان پر اس روایت کے ذریعے سے اخروی عذاب کی سزا کا اطلاق ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔

مختصر یہ ہے کہ روایت بالا میں ایسے لوگ ہی مراد ہیں جنھوں نے اسلام چھوڑ کر ارتداد اختیار کیا اور دین سے برگشتہ ہو گئے۔ وہ صحابہ میں شمار نہیں۔

حاصل بحث

یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اگر بعض مواقع میں خلاف صواب اعمال صادر ہوئے اور خطائیں سرزد ہوئیں تو ان کی معافی و تلافی کا سامان کئی طریقوں سے ہو گیا اور ان کی مغفرت کی بے شمار صورتیں پائی گئیں جیسا کہ ہم نے اس چیز کو سابق سطور میں عرض کر دیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت اور وثاقت کا مسئلہ نصوص قطعیہ کی روشنی میں یقیناً صحیح ہے اور ضروریات دین میں سے ہے اور اکابرین امت کے فرمودات کے موافق اسے تسلیم کرنا واجب ہے جس طرح کہ اصل متن کتاب میں درج کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب اللہ کی حقانیت اور رسالت کی صداقت کے عینی گواہ ہیں پھر ان کا عادل و صادق العمل ہونا یقینی ہے۔ ان کی ثقاہت و دیانت میں اشتباہ پیدا کرنے اور ان عینی شواہد کو مشکوک تسلیم کر لینے سے دین و اسلام کا اصل مسئلہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اسلام کے مخالفین بھی یہی کچھ چاہتے ہیں کہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسئلہ سمجھنے کی توفیق بخشے اور اس کے ساتھ یقین نصیب فرمائے۔ آمین

ترتیب مضامین

کتاب ہذا میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات و سوانح کو مدون کر کے اس کو چار ادوار میں تقسیم کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

دور اوّل: آں موصوف کی ولادت سے لے کر اختتام عہد نبوی تک۔ یہ پہلا دور ہے، اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات، خاندانی واقعات، اسلام لانا پھر بعد از اسلام عہد نبوت میں قابل قدر دینی خدمات بجالانا درج کیے ہیں۔

دور دوم: اس دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد صدیقی و فاروقی و عثمانی میں غزوات میں شرکت کرنا، جنگی کارنامے، ملکی فتوحات، پھر اسلام کی اشاعت کے لیے اہم دینی امور سرانجام دینا وغیرہ تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔

دور سوم: اختتام خلافت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں فتنوں کا کھڑا ہونا اور شہادت عثمانی کا وقوع پھر اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کردار اور دفاعی کوششیں، پھر عہد خلافت علوی کے واقعات، واقعہ صفین کے متعلقہ حالات اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت اور ان کی خلافت سے دستبرداری وغیرہ وغیرہ کا بیان مذکور ہے، اور یہ دور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح تک چلا گیا ہے۔

دور چہارم: صلح حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال تک۔ یہ ان کا اپنا عہد خلافت و امارت ہے، اس کی تفصیل ۱۲ فصول پر مشتمل ہے۔ تمام فصول ہی قابل دید واقعات کے حامل ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد یہ دور زریں عہد ہے۔ اس میں اسلام کی بہت بڑی اشاعت اور ترقی ہوئی حتیٰ کہ اسلام اقصائے عالم تک پہنچا۔ اعدائے اسلام اس عہد میں مغلوب ہوئے اور دین غالب آیا اور اس کا تفوق باقی ادیان عالم پر ثابت ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ممالک کے مفتوح و مغلوب ہونے کے متعلق جو پیش گوئیاں تھیں وہ اس عہد میں تمام ہوئیں، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی کا ظہور ہوا۔ اس عہد میں فروغ اسلام کی یہ سب صورتیں حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اللہ کریم نے پیدا فرما دیں۔ نیز ان کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت مدد و معاون تھی اور دیگر تابعین کی بھی مساعی شامل حال تھیں۔ ان تمام بزرگوں کی شب و روز کی پیہم کوششوں سے اقوام عالم پر اسلام کا پرچم بلند ہوا۔

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفین اس دور کو بغاوت کا عہد، ظلم و تعدی کا سیاہ دور، جابرانہ حکومت کا زمانہ وغیرہ وغیرہ نازیبا عنوانات سے تعبیر کرتے ہیں۔

ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ انصاف کے ساتھ اس عہد کے تمام واقعات پر نظر ڈالیں اور اس کے بعد اس دور کے متعلق منصفانہ رائے قائم کریں۔ جن تاریخی روایات کے پیش نظر اس عہد پر نقد کیا جاتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات قائم کیے جاتے ہیں وہ روایات قابل اعتماد نہیں، اور ان کی وجہ سے مقام صحابہ کو مجروح و مقدوح نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم ان کے دفاع کے لیے ہم نے ''جواب المطاعن'' کے نام سے مستقل تالیف مدون کر دی ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ وارد کردہ شبہات کا ازالہ ہو سکے گا۔ (بعونہ تعالیٰ)

ان تمہیدی امور کو ذکر کرنے کے بعد کتاب ہذا کے ہر چہار ادوار کو علی الترتیب ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

دور اول

امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نسب اور خاندان کی متعلقہ چیزیں پہلے ذکر کرنا مناسب ہیں۔

- آنجناب کا خاندان دیار عرب میں مشہور قبیلہ "عبد مناف" میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔
- قبیلہ "عبد مناف" کی مشہور شاخیں "بنو ہاشم" اور "بنو امیہ" ہیں۔
- قبیلہ بنو ہاشم جناب سید الکائنات نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی وجہ سے تمام قبائل پر فوقیت رکھتا ہے اور شرف وفضیلت میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہے۔
- اس دور میں بنی ہاشم کے ذمے سقایہ (آب نوشی کرانا) ہوتا تھا اور حجاج کو دیگر سہولیات فراہم کرنا ان کے فرائض میں تھا۔[1]
- اور قبیلہ بنی عبد شمس اور بنو امیہ وغیرہ وغیرہ اپنی جگہ پر صاحب فضیلت ہیں لیکن بنی ہاشم کے بعد ان کا مقام ہے۔

بنو امیہ کا امتیازی مقام

قبائل قریش میں ان کے جاہلیت کے دور میں کارنامے اس دور کی تاریخوں میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً حرب وضرب اور جنگی معاملات میں قبیلہ بنو امیہ کو فوقیت اور برتری حاصل تھی، اور یہ دیگر قبائل قریش میں سردار اور صاحب دستار شمار ہوتے تھے۔

چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ ابو احیحہ سعید بن عاص بن امیہ اپنے قبیلہ بنی امیہ میں صاحب دستار کے نام سے موسوم تھا۔ اس کو ذوالعمامہ کہتے تھے اور اس کے عمامہ کا رنگ مخصوص تھا اور اس دور کے خاندانی دستور کے مطابق کوئی شخص مکہ میں احتراماً اس رنگ کی دستار استعمال نہیں کرتا تھا۔

((وفی بنی امیة ابو احیحة هو سعید بن العاص بن امیة وهو ذوالعمامة کان

---

[1] البدایہ صفحہ ۳۰۱ ج ۲ تحت صفۃ دخولہ علیہ السلام مکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا یعتم احد بمکة بلون عمامته اعظاما له))[1]

مختصر یہ ہے کہ اپنے مخصوص اوصاف اور کردار کے لحاظ سے یہ قبیلہ دیگر قبائل قریش میں ایک امتیازی حیثیت کا حامل تھا اور انھیں خاندانی تفوق حاصل تھا۔

نام ونسب

معاویہ بن ابی سفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔[2]

اور آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور آپ کو رشتہ نبوت کے تعلق سے خال المومنین احتراماً کہا جاتا ہے۔

((هو معاوية بن ابی سفيان صخر بن حرب بن امية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی ابو عبدالرحمن خال المؤمنين))[3]

اس مقام سے واضح ہے کہ سید الکونین جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پانچواں دادا ''عبد مناف'' مشترک ہے۔

نیز یہ چیز بھی ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے متعلقہ کچھ احوال ہم نے قبل ازیں اپنے کتابچہ ''حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ'' میں ذکر کر دیے ہیں۔ تاہم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں بھی کچھ چیزیں مختصراً ذکر کی جاتی ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل اسلام اور اہل سلام کی مخالفت میں پیش پیش رہے اور آپ مخالفین کے رئیس شمار ہوتے تھے۔ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ جاہلیت کے دور میں قریش کے سرداروں میں سے تھے اور جنگ بدر کے بعد رئیس قوم اور اپنی قوم کا مرجع سمجھے جاتے تھے۔ آپ اپنی قوم کی طرف سے امیر الحروب بھی تھے۔

((وقد كان ابوه (ابو سفيان بن حرب) من سادات قريش فی الجاهلية وآلت اليه رياسة قريش بعد يوم بدر فكان هو امير الحروب من ذالك الجانب،

---

[1] کتاب المحبر (ابوجعفر بغدادی) ص ۱۶۰ تحت اشراف قریش
اسد الغابہ ص ۳۱۰، ج ۲ تحت سعید بن العاص
البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۸۳-۸۴، ج ۸ تحت سنہ ۵۸ھ

[2] نسب قریش، (مصعب زبیری) ص ۱۲۴ تحت ولد ابی سفیان صخر بن حرب
جمہرۃ الانساب (ابن حزم) ص ۱۱۱ تحت ولد حرب بن امیہ۔

[3] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۷، ج ۸ تحت ترجمہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔
البدایہ (ابن کثیر) ص ۲۰ ج ۸ تحت فضل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکان رئیسا مطاعا ذا مال جزیل))[1]

لیکن جب ان کی تقدیر بدلی ہے اور بخت یاور ہوا ہے اور دولت اسلام سے مشرف ہوئے تو اب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سابق ابوسفیان بن حرب نہیں رہے بلکہ نور ایمان سے منور شدہ تھے ان کا اسلام لانا مقبول ہوا اور حسن اسلام کے ساتھ ممدوح ہوئے۔

((وکان ابوه من سادات قریش وتفرد بالسئود بعد یوم بدر ثم لما اسلم حسن بعد ذالك اسلامه وکان له مواقف شریفه وآثار محموده فی یوم یرموك وما قبله وما بعده))[2]

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ (والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) پر بلاوجہ معترض ہوتے ہیں اور ان کے دور جاہلیت اور قبل الاسلام کے معاندانہ واقعات کو پیش نظر رکھ کر ان کی تنقیص و تقبیح اور بدگوئی کو کارِ خیر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلام لانا اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برائی سے یاد کرنے سے مسلمان کی اپنی عاقبت خراب ہوتی ہے اور ایمان ضائع ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قبیلہ قریش اور غیر قریش میں بے شمار لوگ اولاً دین اسلام کے دشمن تھے تدریجاً اسلام میں ترقی ہوتی گئی اور وہی مخالفت کرنے والے افراد و قبائل دین حق قبول کر کے اسلام میں داخل ہوتے گئے اور اپنے دور اسلام میں وہی حضرات ملت اسلامیہ کے بہترین خادم ثابت ہوئے، اور فتح مکہ ۸ھ کے بعد اسلام کا غلبہ ہو گیا اور مخالفین خود بخود شرک و کفر ترک کر کے دین اسلام قبول کرتے گئے۔

اس سلسلے میں بہت سے واقعات تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔ مثلاً ایک ہاشمی بزرگ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، یہ قبل الاسلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور اسلام و اہل اسلام کے ساتھ کمال عداوت رکھتے تھے اور قادر الکلام شاعر ہونے کی وجہ سے اپنی شاعری میں دین اسلام کی ہجو اور مذمت کرتے تھے۔ جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں دفاع کرتے ہوئے ان کے اشعار کا جواب دیتے تھے۔ چنانچہ ابوسفیان بن حارث مذکور کے ترجمہ میں علمائے تراجم نے یہ امور تفصیل سے ذکر کیے ہیں۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر میں ہے کہ:

((وکان ابوسفیان بن الحارث) قبل ذالك من اشد الناس علی رسول الله

---

[1] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۲۱، ج ۸، تحت فضل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

[2] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۷ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سنہ ۶۰ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ وعلى دينه وعلى من تبعه وكان شاعرا مطيقا يهجو الاسلام واهله، وهو الذى رد عليه حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قوله۔ ولما جاء هو وعبدالله بن ابى امية يسلما لم يأذن لهما عليه السلام حتى شفعت ام سلمة فأذن له......الخ))[1]

''حاصل یہ ہے کہ قبل الاسلام تو ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی مخالفت انتہا درجے کی پائی جاتی تھی اور وہ جب اسلام لانے کے لیے فتح مکہ کے موقع پر آنجناب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ ایک دوسرا ساتھی بھی تھا، تو آنجناب ﷺ نے ان کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت نہیں دی مگر بعد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش سے ان کا یہ مسئلہ حل ہوا اور اس وقت ابوسفیان بن حارث مذکور کو پریشان کن حالت کے بعد یہ حاضری نصیب ہوئی تھی۔ آخر کار جناب نبی کریم ﷺ نے شفقت فرمائی تو خدمت اقدس میں یہ حاضر ہوئے اور آنجناب ﷺ نے ان کا اسلام قبول فرمالیا۔ اس کے بعد اسلام کی انھوں نے جو بہترین خدمات سرانجام دیں وہ اہل علم پر واضح ہیں۔''

مختصر یہ ہے کہ یہ دونوں ابوسفیان ہمنام بزرگ ہیں، ایک ہاشمی ہیں ایک بنوامیہ سے ہیں، دونوں کا قبل الاسلام ایک جیسا کردار پایا جاتا ہے دونوں پیغمبر اسلام (ﷺ) کے شدید ترین معاند و معارض تھے۔ جب ان کی تقدیر کا رخ بدلا ہے تو دونوں میں عداوت کی جگہ محبت آ گئی، دشمنی دوستی سے تبدیل ہوگئی، سردار دو عالم ﷺ کے غلام بن گئے اور دین و اسلام کے مخلص خدام میں شمار ہوئے (جیسا کہ واقعات اس پر شاہد عادل ہیں)

نہایت افسوس ہے کہ اب بنوامیہ کے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو تو ہدف ملامت قرار دیا جاتا ہے اور ہاشمی ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) پر کوئی طعن و نقد نہیں کیا جاتا۔ کیا علمی دیانت یہی ہے؟

ناظرین کرام! یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے بلکہ یہ قبائلی تعصب ہے اور خاندانی عصبیت ہے۔ کیا کتاب و سنت کے فرمودات ان حضرات کو فراموش ہو گئے ہیں؟

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ...... الخ

المسلم اخوا المسلم لا يظلمه ولا يخذله......الخ

وكونوا عباد الله اخوانا الخ وغیرہ وغیرہ

[1] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۰۳ ج ۷ تحت ابی سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ
اسد الغابہ (ابن جزری) اور الاصابہ (ابن حجر) میں بھی یہ مضمون مذکور ہے۔ تحت ابی سفیان بن حارث ہذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سطور بالا میں اختصاراً چند چیزیں بطور موازنہ کے ذکر کر دی ہیں۔ اہل انصاف حق بات کو قبول فرمائیں گے البتہ زیغ عن الحق اور تعصب قبائلی کا کوئی علاج نہیں۔

مادری نسب

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔[1]

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی کچھ حالات ہم نے اپنے کتابچہ "حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ" میں ذکر کر دیے ہیں۔ تفصیلات کے لیے وہاں رجوع فرمائیں۔

لیکن چند ایک چیزیں یہاں ذکر کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ یہ بعد میں دستیاب ہوئیں اور قبل ازیں درج نہیں ہو سکیں۔

یہ ظاہر بات ہے کہ قبول اسلام سے قبل ہند بنت عتبہ اہل اسلام کے ساتھ انتہائی عناد اور مخالفت کیا کرتی تھیں۔ اس پر بہت سے واقعات شاہد ہیں۔ لیکن جب ان کے خاوند حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور میاں بیوی کی قسمت کا رخ بدلا تو ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے ایک رات بعد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئیں اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا اسلام منظور فرما لیا۔

اس موقع پر علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اسلام لانے کے بعد ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا دین اسلام پر نہایت مستقیم ہو گئیں اور ان کا اسلام نہایت پختہ تھا اور صادق الایمان والیقین تھیں۔

چنانچہ امام نووی اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کے حسن اسلام کی تائید بالفاظ ذیل تحریر کی ہے:

((ان هنداً اسلمت يوم الفتح وحسن اسلامها هی ام معاوية بن ابی سفيان اسلمت فی الفتح بعد اسلام زوجها ابی سفيان بليلة وحسن اسلامها رضی اللہ عنہا))[2]

اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے تطہیر الجنان الفصل الاول کے آخر میں لکھا ہے کہ:

((ولما اسلمت كانت علی غاية من التثبت واليقظة فانها اثر البيعة الخ))

"یعنی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے جب دین قبول کر لیا اور مسلمان ہو گئیں تو دین و اسلام پر نہایت پختہ

---

1. نسب قریش (مصعب زبیری) ص ۱۲۵، تحت ولد ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ
جمہرۃ الانساب (ابن حزم) ص ۱۱۱، تحت ولد حرب بن امیہ۔
الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۰۹، ج ۴ تحت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا۔

2. تہذیب الاسماء واللغات (نووی) ص ۳۵۷ ج ۲ تحت حرف الہا (ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا)
البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۵۱ ج ۷ تحت سنہ ۱۴ھ طبع اول مصر
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۳۸۵ ج ۴ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور یقین و استقلال کے ساتھ قائم تھیں۔ یہ چیز بیعت نبوی کے اثرات و برکات میں سے تھی۔"

چند ایک اہم واقعات

پہلا واقعہ: محدثین اور مورخین دونوں حضرات نے حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا مندرجہ ذیل واقعہ ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ ہند سے سنا، وہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتے ہوئے بیان کرتی تھیں کہ جنگ احد میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بزرگوار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ (اپنے غیظ و غضب کی حالت میں) میں نے مثلہ کا معاملہ کیا تھا۔

جب قبیلہ قریش احد سے واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آئی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب تین شب لگا تار دیکھا:

① (خواب کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ) ایک رات خواب میں دیکھتی ہوں کہ میں ایک ایسے اندھیرے میں ہوں کہ پہاڑ، زمین کچھ دکھائی نہیں دیتا، ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے۔ پھر ایک روشنی نمودار ہوئی جس کی بدولت تمام اندھیرا دور ہو گیا۔ میں دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکار رہے ہیں اور دعوت دے رہے ہیں۔

② پھر دوسری شب خواب میں دیکھتی ہوں کہ گویا میں ایک راستہ پر کھڑی ہوں۔ میرے دائیں جانب ہبل (بت) موجود ہے وہ مجھے اپنی طرف بلاتا ہے اور میرے بائیں طرف یساف (بت) موجود ہے وہ مجھے اپنی طرف بلاتا ہے، اس کشمکش کی حالت میں تھی کہ ناگہاں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ اس طرف آؤ۔

③ پھر تیسری شب خواب دیکھتی ہوں کہ میں دوزخ کے کنارے پر کھڑی ہوں۔ ڈالنے والے مجھے دوزخ میں ڈالنا چاہتے ہیں ناگہاں ہبل (بت) مجھے کہتا ہے کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس حالت میں میں نے توجہ کی تو میری پشت کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میرے ثیاب (کپڑوں) کو پکڑا اور اس طرح میں دوزخ کے کنارہ سے دور ہو گئی۔

ان مسلسل خوابوں کو دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گئی اور میں نے کہا کہ قدرت کی طرف سے میرے لیے یہ راستہ واضح کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے صنم (بت) کی طرف اٹھی (یہ ہمارے گھروں میں موجود تھا) اور اس کو توڑنے لگی اور میں اسے کہتی تھی کہ ایک مدت دراز سے ہم تیری وجہ سے فریب خوردہ تھے۔ آپ کہتی ہیں کہ میں اس کے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئی اور شرف بیعت سے سرفراز ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عن عمر بن عبدالعزیز قال سمعت سلمی مولاۃ مروان بن الحکم تقول حدثنی مروان بن الحکم یقول سمعت معاویۃ بن ابی سفیان یقول سمعت امی ھند بنت عتبۃ تقول وھی تذکر رسول اللہ ﷺ تقول فعلت یوم احد ما فعلت من المثلۃ بعمہ واصحابہ کلما سارت قریش مسیرا فانا معھا بنفسی حتی رایت فی النوم ثلاث لیال رایت کانی فی ظلمۃ لا ابصر سھلا ولا جبلا واری ان تلک الظلمۃ انفرجت عنی بضوء مکانہ فاذا رسول اللہ ﷺ یدعونی۔ ثم رایت فی اللیلہ الثانیۃ کانی علی طریق واذا بھبل عن یمینی یدعونی واذا یساف یدعونی عن یساری واذا رسول اللہ ﷺ بین یدی قال علیہ السلام ھلمی الی الطریق ثم رایت اللیلہ الثالثۃ کانی واقف علی شفیر جھنم یریدون ان یدفعونی فیھا واذا بھبل یقول ادخلی فیھا فالتفت فاذا رسول اللہ ﷺ من ورائی آخذاً بثیابی فتباعدت عن شفیر جھنم وفزعت فقلت ھذا شیء قد بین لی فغدوت الی صنم فی بیتنا فجعلت اضربہ واقول طالما کنت منک فی غرور واتیت رسول اللہ ﷺ فاسلمت و بایعت))[1]

صنم ہذا کی بت شکنی کا واقعہ ہمارے کتابچہ مذکورہ پر بھی درج ہے لیکن اس کے پس منظر کی تفصیلات وہاں ذکر نہیں ہو سکیں، وہ اس روایت کے ذریعے سے مکمل ہوتی ہیں۔

دوسرا واقعہ: ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی مفصل تاریخ دمشق میں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بعد کا ایک اور واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ:

ابو حصین ہذلی ذکر کرتے ہیں کہ جب ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں تو انھوں نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں چمڑے کا ایک مشکیزہ اور بکری کے بھنے ہوئے دو چھوٹے بچے اپنی ایک خادمہ کے ذریعے سے بطور ہدیہ کے ارسال کیے۔ اس وقت آنجناب ﷺ وادی ابطح میں فروکش تھے۔ جب خادمہ آنجناب ﷺ کے خیمہ کے قریب پہنچی تو سلام عرض کیا اور خیمہ کے اندر حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس وقت جناب نبی اقدس ﷺ اپنی ازواج مطہرات حضرت ام سلمہ، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور بعض دیگر ہاشمی خواتین کے درمیان تشریف فرما تھے۔

---

[1] مسند عمر بن عبدالعزیز، ص ۱۳، طبع قدیم ملتان ۱۳۴۰ھ
تاریخ ابن عساکر، جلد تراجم النساء ص ۴۴۸-۴۴۹ تحت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ طبع دمشق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خادمہ نے آ کر عرض کیا کہ میری مالکہ ہند بنت عتبہ نے یہ ہدیہ جناب کی خدمت میں ارسال کیا ہے اور ساتھ ہی وہ آنجناب ﷺ کی خدمت میں اعتذار کرتے ہوئے عرض کرتی ہیں کہ ہماری بکریوں نے ان ایام میں قلیل سے بچے جنے ہیں، سردست یہ ہدیہ حاضر خدمت ہے تو جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تمھاری بکریوں کے اندر برکت عطا فرمائے اور ان کی اولاد میں اضافہ فرمائے۔ اس کے بعد وہ خادمہ اپنی مالکہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئی اور ان کو جناب نبی کریم ﷺ کے مذکورہ کلمات برکت کے ساتھ دعا فرمانے کی خبر دی، تو ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ان دعائیہ کلمات سے نہایت خوش ہوئیں اور ان کی خادمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد ہماری بکریوں اور ان کی اولاد میں ایسی کثرت اور زیادتی پائی گئی جو اس سے قبل ہم نے نہیں دیکھی تھی ہند رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ دعا و برکت کا نتیجہ ہے اور فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی اور پھر ہند رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دھوپ میں کھڑی ہوں اور ایک سایہ میرے قریب ہے لیکن میں اس کے حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوں اس حالت میں جناب نبی کریم ﷺ ہمارے قریب تشریف لائے اور تب میں سایہ میں داخل ہو سکی (یعنی کفر کی دھوپ سے نکل کر اسلام کے سایہ میں آ پہنچی)۔ یہ تمام آنجناب ﷺ کے وجود مسعود کی برکات کا اثر تھا میں از خود یہ سعادت حاصل نہ کر سکتی تھی۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

((عن ابی حصین الهذلی قال لما اسلمت هند بنت عتبة ارسلت الی رسول الله ﷺ بهدية وهو بالابطح مع مولاة لها بجديين مرضوفين وقد فانتهت الجارية الی خيمة رسول الله ﷺ فسلمت واستاذنت فاذن لها۔ فد خلت علی رسول الله ﷺ وهو بين نسائه ام سلمة زوجته وميمونة و نساء من نساء بنی عبدالمطلب فقالت ان مولاتی ارسلت اليك بهذا الهدية وهی معتذرة اليك وتقول: ان غنمنا اليوم قليلة الوالدة فقال رسول الله ﷺ بارك الله لكم فی غنمكم واكثر والدتها۔ فرجعت المولاة الی هند فاخبرتها بدعاء رسول الله ﷺ فسرت بذالك وكانت المولاة تقول: لقد راٗينا من كثرة غنمنا و والدتها ما لم نكن نری قبل ولا قريب فتقول هند هذا دعاء رسول الله ﷺ وبركته، فالحمد لله الذی هدانا للاسلام ثم تقول كنت اری فی النوم انی فی الشمس ابدا قائمة والظل منی قريب لا اقدر فلما دنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول الله ﷺ منا رأيت كاني دخلت الظل))[1]

مطلب یہ ہے کہ میں کفر کی دھوپ سے نکل کر اسلام کے سایہ میں آ پہنچی۔ یہ تمام آنجناب ﷺ کے وجود مسعود کی برکات طیبہ کا اثر تھا جو اس طریقہ سے ظاہر ہوا۔

ان ہر دو واقعات کی پوری طویل عبارت ہم نے اصل ماخذ سے علمائے کرام کی تسلی کے لیے نقل کر دی ہے امید ہے باعث اطمینان ہوگی اور مزید چیزیں استنباط کرنے میں بھی یہ روایت مفید ہوگی۔

تنبیہ...... مخالفین صحابہ کی طرف سے لعنت کا وظیفہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے واقعات اور پھر ان کی اسلام پر پختگی کی چند ایک چیزیں یہاں ذکر کی ہیں۔ اپنے کتابچہ ''حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ'' میں حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے احوال کچھ تفصیل سے ہم نے تحریر کیے ہیں جن سے نبی اقدس ﷺ سے ان کی عقیدت کا تعلق، دینی حیثیت اور اسلامی خدمات واضح ہوتی ہیں۔

حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا اسلام کی خواتین میں ایک بلند پایہ، دین دار اور اعلیٰ کردار کی مالک خاتون تھیں اسلام لانے کے بعد اسلام کی خدمت اور حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہیں اور دین پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

یہ چیز حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ مناقب میں سے ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ بیعت کرنے والی ان خواتین میں یہ داخل ہیں جن کے حق میں فرمان خداوندی ہے:

فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللهَ (ممتحنة)

''یعنی جناب نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ان خواتین سے بیعت لیجیے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کیجیے۔ (یعنی جب یہ خواتین مذکورہ شش شرائط تمام کریں)۔''

مسئلہ بیعت کو مورخین نے یہ عبارت ذیل درج کیا ہے اور جہاں مبایعات کی طویل فہرست دی ہے وہاں لکھا ہے کہ:

((وهند بنت عتبة بن ربيعة بايعت يوم الفتح)) [2]

''یعنی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ سے بیعت کی اور اس نعمت سے شرف اندوز ہوئیں۔''

---

1. تاریخ دمشق (ابن عساکر) ص ۴۵۶-۴۵۷ جلد تراجم النساء تحت ہند بنت عتبہ، طبع دمشق
2. کتاب المحبر (ابوجعفر بغدادی) ص ۴۰۸ تحت اسماء النسوة المبایعات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر یہ ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا اسلام قبول کر لینے کے بعد دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مذکورہ عز و شرف سے سرفراز ہوئیں اور اپنے پیغمبر کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حصول بیعت کے بعد مغفرت کی دعائیں حاصل کیں۔

لیکن بعض لوگوں کو ان کے ساتھ قلبی عداوت اور ازلی عناد ہے اس بنا پر حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کو مذموم خطابات اور برے عنوانات سے یاد کرتے ہیں کہ یہ جگر خوار تھی۔ اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ یہ چیزیں قبل از اسلام کی تھیں اور بعد از اسلام یہ سب معاف ہوگئیں اور اسلام لانے کے بعد شرف و عزت کے متعدد امور سے متمتع ہوئیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے۔

نیز مخالفین صحابہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے ''ائمہ کرام'' نے دن میں پانچ مرتبہ یعنی ہر نماز کے بعد ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعنت برسانے کی تعلیم و تلقین کر رکھی ہے۔

حالانکہ ائمہ عظام رحمہم اللہ کتاب و سنت کی تعلیم کرنے والے تھے اور دین کی تعلیم یہ ہے کہ شخصی لعنت منع ہے۔ جیسا کہ ہم آئندہ اسے ذکر کر رہے ہیں۔ پھر وہ کس طرح اس قسم کے فرمان جاری کرتے تھے؟ یہ سب ان بزرگوں پر افترا ہے۔

تاہم مخالفین کی معتبر روایت ذیل میں پیش کی جاتی ہے جس میں یہ حکم مذکور ہے۔

ملا باقر مجلسی اپنی مشہور تالیف عین الحیوۃ میں لکھتے ہیں:

''بسند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادق از جائے نماز خود بر نمی خواستند تا چہار ملعون و چار ملعونہ را لعنت نمی کردند پس باید کہ بعد از ہر نماز بگوید:

اللھم العن ابابکر و عمر و عثمان و معاویة و عائشة و حفصة و ھند و ام الحکم۔[1]

''اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نمازی ہر پانچ وقت میں نماز کے بعد یہ الفاظ کہے کہ اے اللہ! (ان چار مردوں) پر لعنت فرما اور ان (چار خواتین) عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم پر لعنت فرما۔''

(استغفر اللہ ربی انا للہ وانا الیہ راجعون)

واضح ہو کہ مردوں میں حضرات خلفائے ثلاثہ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ اور چار خواتین میں سے پہلی دو خواتین حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا امہات المومنین ہیں تیسری خاتون حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں اور چوتھی خاتون ام الحکم رضی اللہ عنہا

[1] عین الحیوۃ تالیف ملا باقر مجلسی شیعی ص ۶۶۹ طبع تہران، تحت عنوان اذکار و ادعیہ کہ در عقب ہر نماز باید خواندہ شود (فصل دوم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواہر (بہن) ہیں۔

یہ تشریح ہم نے عام دوستوں کے لیے لکھ دی ہے ورنہ اہل علم حضرات اس مفہوم سے اچھی طرح واقف ہیں۔

یہ ان لوگوں کا ورد اور وظیفہ ہے جو یہ پنج گانہ نماز کے بعد ادا کرتے ہیں۔ اس وظیفہ کے بغیر ان کی نماز تمام نہیں ہوتی۔

مندرجات بالا سے ناظرین کرام اندازہ فرما سکتے ہیں کہ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امہات المومنین اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہن اور اس دور کی اسلام کی معزز خواتین کے ساتھ مخالفین صحابہ کا کیا رویہ رہا ہے اور ان کے دل میں ان کے خلاف کس قدر بغض وعناد بھرا ہوا ہے۔ ان کے حق میں بدگوئی کرنا ان کے معمولات دین اور پنج وقتی اوراد و وظائف میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشیں اور اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے ساتھ حسن ظن کی توفیق عنایت فرمائیں جو آخرت کی نجات میں مفید ہوگا اور بدگوئی و بدگمانی سے دور رکھیں جو قیامت میں موجب خسران ہوگی۔

دعوت غور وفکر

ماقبل میں ناظرین کرام نے مخالفین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ کار اور شخصی لعن طعن کا طرز عمل ملاحظہ فرمایا۔ اب اس مسئلہ میں ان حضرات کی معتبر کتب سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ امام موصوف نے شخصی لعنت کے مورد و محل کا مسئلہ بیان فرماتے ہوئے کیا حکم صادر فرمایا ہے؟

ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیدی قمی کی تصنیف قرب الاسناد میں ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

((ثم قال ابی (ابو عبداللہ) ان اللعنة اذا خرجت من صاحبها ترددت بینها وبین الذی یلعن فان وجدت مساغا والاعادت الی صاحبها وکان احق بها فاحذروا ان تلعنوا مؤسنا فیحل بکم))[1]

"مطلب یہ ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لعنت جب لعنت بھیجنے والے سے صادر ہوتی ہے تو وہ اپنے (محل لعنت) اور لعنت کنندہ کے درمیان تردد کرتی ہے اگر محل لعنت ٹھیک اور جائز ہو تو اس پر پڑتی ہے ورنہ وہ لعنت کنندہ کی طرف عود کرتی ہے اور وہی اس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ پس اے لوگو! کسی مومن شخص پر لعنت کرنے سے اجتناب کرو ورنہ وہ لعنت تم پر اترے گی۔"

شخصی لعنت کے متعلق امام صاحب کی یہ تعلیم ہے جو من وعن پیش کر دی ہے۔

① نیز ابو الائمہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نہج البلاغہ میں مروی ہے کہ جب انھوں نے بعض لوگوں کو اہل شام پر سب وشتم کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:

---

[1] قرب الاسناد ص ۷ تحت مسئلہ ہذا طبع مکتبہ نینوی، الحدیثہ، تہران۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((انی اکرہ لکم ان تکونوا سبّا بین...... الخ))[1]

''یعنی میں تمھارے حق میں سباب (سب وشتم اور لعن طعن کرنے والا) ہونے کو مکروہ جانتا اور ناپسند کرتا ہوں۔''

② اسی طرح دیگر مقام پر بھی لعن کرنے والوں کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

((کرھت لکم ان تکونوا شتامین لعانین))[2]

''یعنی میں تمھارے لیے سب وشتم اور لعن طعن کرنے کو مکروہ جانتا ہوں۔''

مختصر یہ ہے کہ ناظرین کرام کے سامنے ہم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے فرمودات اور ہدایات ان کی اونچے درجے کی معتبر کتابوں سے پیش کر دیے ہیں اور گیارھویں صدی کے ان کے علماء ملا باقر مجلسی وغیرہ کے اقوال بھی ذکر کر دیے ہیں۔

اب قارئین کرام نتائج قائم کر کے خود ہی فیصلہ فرماویں کہ کون سی بات صحیح ہے؟ اور کونسا طریقہ کار درست ہے؟

ولادت

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے سن ولادت کے متعلق ایک چیز تو اہل سیرت نے یہ ذکر کی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سن ولادت کے چونتیس سال بعد سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ اور سید الکونین جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مشہور اقوال کے اعتبار سے عام الفیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

((وفی سنة اربع وثلاثین من مولده صلى الله عليه وسلم ولد معاوية بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ))[3]

اور اس مسئلہ میں دیگر اقوال اس فن کے علمائے کرام نے اس طرح درج کیے ہیں کہ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ برس قبل حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ سات سال بعثت سے پہلے ولادت ہوئی اور نیز تیرہ برس قبل از بعثت کا قول بھی پایا جاتا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا قول (یعنی بعثت نبوت سے پانچ برس پہلے ولادت ہونا) زیادہ مشہور ہے۔

((ولد قبل البعثة بخمس سنین وقیل بسبع وقیل بثلاث عشرة والاول اشهر))[4]

ہم نے یہاں تخمیناً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کا سن تحریر کیا ہے، صحیح طور پر سال، مہینہ اور تاریخ

---

1. نہج البلاغہ ص ۴۲۰، ج ۱، تحت من کلام لہ علیہ السلام قد سمع قوم من اصحابہ یسبون اہل الشام۔
2. اخبار الطوال (دینوری شیعی) ص ۱۶۵ طبع قاہرہ مصر تحت وقعۃ الصفین۔
3. سیرۃ حلبیہ ص ۴۰۵ ج ۳ تحت بیان ماوقع من الحوادث من عام ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی زمن وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
4. الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۴۱۲ ج ۳ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (مع الاستیعاب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش کا تعین مشکل ہے۔

نسبی تعلقات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندانی تعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر خاندان بنی ہاشم کے ساتھ بہت قریبی پایا جاتا ہے اور ان دونوں خاندانوں کے نسبی روابط انساب اور تاریخ کی کتابوں میں بڑے مفصل مذکور ہیں۔

دونوں قبیلوں کے نسبی تعلقات ذکر کرنے سے ان کا آپس میں ارتباط ظاہر کرنا مقصود ہے تاکہ ان دونوں قبائل کا آپس میں قرب واضح ہو جائے۔

اوّل: اس سلسلے میں پہلا رشتہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا ذکر کرنا مناسب ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جن کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواہر (بہن) اور ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں۔

آپ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم محترم ہونے کی وجہ سے ام المومنین کے لقب سے مشرف ہیں اور اسی رشتہ کی بدولت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ''برادر نسبتی'' ہونے کا شرف حاصل ہے، اور رشتہ ہذا بے شمار نعمتوں اور برکات کا سرچشمہ ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حقیقی بھائی حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں قریش مکہ کی حمایت میں قتل ہو گیا تھا۔ یہ اسلام نہیں لایا تھا۔

جاہلیت کے دور میں جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سابق زوج عبیداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی تھا جو ارض حبشہ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس زوج سے ان کی ایک لڑکی حبیبہ بنت عبیداللہ پیدا ہوئی جس کے نام سے آپ کی کنیت ام حبیبہ مشہور ہوئی۔[1]

دوم: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک اور تعلق علمائے انساب نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ہم زلف'' تھے۔

---

[1] مندرجہ بالا تمام چیزوں کی تصدیق کے لیے مندرجہ ذیل مقامات ملاحظہ فرمائیں:

نسب قریش (مصعب زبیری) ص ۱۲۳-۱۲۴، تحت ولد ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ۔

طبقات ابن سعد ص ۶۸ ج ۸ تحت رملہ بنت ابی سفیان ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

جمہرۃ الانساب (ابن حزم) ص ۱۱۱ تحت ولد حرب بن امیہ

تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) ص ۷۰-۷۲ ج تراجم النساء، تحت رملہ بنت ابی سفیان، طبع دمشق۔

کتاب المراسیل (ابن ابی داود) ص ۲۴-۲۵، باب النظر عند التزویج، طبع مصر

تاریخ یعقوبی شیعی ص ۸۴ ج ۲ تحت ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن مسمات قریبہ صغریٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور ان سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

((وسالفه من قبل ام سلمة معاوية بن ابی سفيان بن حرب بن اميه كانت عنده قريبة الصغرىٰ بنت اميه بن المغيرة اخت ام سلمة لابيها لم تلد له))[۱]

سوم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ (ہند بنت ابی سفیان بن حرب) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی کے فرزند حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں اور اس سے اولاد بھی ہوئی، ان کے ایک بیٹے کا نام محمد تھا۔

((هند بنت ابی سفيان بن حرب بن اميه الاموية اخت معاوية كانت زوج الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن هاشم فولدت له ابنه محمدا))[۲]

چہارم: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند علی اکبر بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ (جو شہید کربلا ہیں) ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ کی ماں میمونہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

یہ میمونہ بنت ابی سفیان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خوشدامن ہیں، اور علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ کی نانی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ علی بن حسین کی والدہ لیلیٰ بنت مرہ کے سگے ماموں ہیں کیونکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بھانجی یعنی (خواہر زادی) تھی۔

((ولد الحسين بن علی بن ابی طالب عليا اكبر قتل بالطف مع ابيه وامه ليلى بنت ابی مرة بن عروة بن مسعود الثقفی وامها ميمونة بنت ابی سفيان بن حرب بن امية))[۳]

---

۱ کتاب المحبر (ابوجعفر بغدادی) ص ۱۰۲، طبع حیدرآباد دکن۔

۲ الاصابہ (ابن حجر) ص ۵۸-۵۹ ج ۳ تحت عبداللہ بن حارث بن نوفل......الخ

الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۰۹، ج ۴ تحت ہند بنت ابی سفیان بن حرب

تہذیب التہذیب ص ۱۸۱ ج ۵ تحت عبداللہ بن حارث

طبقات ابن سعد ص ۱۵ ج ۵ تحت عبداللہ بن حارث بن نوفل (طبع لیڈن)

۳ نسب قریش ص ۵۷ تحت ولد حسین بن علی بن ابی طالب

تاریخ خلیفہ ابن خیاط ص ۲۵۵ ج ۱ تحت ۶۱ھ مقتل حسین واصحابہ

مقاتل الطالبین (ابوالفرج اصفہانی شیعی) ص ۵۴ ج ۱ باب ذکر خبر الحسین بن علی ومقتلہ......الخ

←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: یہ رشتے شیعہ سنی سب علماء کے نزدیک مسلم ہیں۔

پنجم: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پوتی لبابہ بنت عبیداللہ بن عباس، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے نکاح میں تھی۔

((وتزوجت لبابة بنت عبيدالله بن عباس بن عبدالمطلب العباس بن علی بن ابی طالب، ثم خلف علیها الولید بن عتبة بن ابی سفیان))[1]

بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان یہ چند ایک نسبی تعلقات اور رشتہ داریاں بطور نمونہ ذکر کی ہیں ورنہ اس کے علاوہ بھی متعدد نسبی روابط انساب کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور وہ اس فن کے علماء پر مخفی نہیں۔

مندرجات بالا سے معلوم ہوا کہ خاندان امیر معاویہ خاندان بنو ہاشم کے قریب تر ہے اور یہ کوئی غیر قبیلہ نہیں بلکہ سب اولاد عبد مناف ہیں۔

نیز یہ بات بھی واضح ہوئی کہ ان ہر دو خانوادوں میں قبائلی عصبیت اور نسلی تعصب نہیں تھا اسلام لانے کے بعد دیرینہ عداوتیں اور دھڑے بندیاں ختم ہو چکی تھیں۔

جو لوگ ان دونوں قبیلوں کے درمیان قبل از اسلام والی عداوت اور عناد کو بعد از اسلام بھی قائم اور ثابت رکھنا چاہتے ہیں اور دن رات اسے پھر سے قائم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں وہ قبائلی تعصب کا پرچار کرتے ہیں اور یہ درست نہیں حقیقت واقعہ کے خلاف ہے اور یہ رشتہ داریاں اس تخیل کے غلط ہونے پر بطور واقعات کے شاہد عادل ہیں۔

اسلام نے ان قبائل کو ایک دوسرے کے قریب تر کر دیا تھا اور انھیں جاہلی تعصبات سے دور کر دیا تھا اور دینی روابط ان پر غالب آ گئے تھے۔

قبول اسلام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرف اسلام سے مشرف ہونے کے متعلق متعدد اقوال پائے جاتے ہیں۔

بعض مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں عمرۃ القضا سے قبل اسلام قبول کر چکا تھا لیکن اپنی والدہ (ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا) کے خوف

← منتخب التواریخ (محمد ہاشم خراسانی شیعی) ص ۲۷۱ مقصد سوم امر چہارم باب پنجم طبع جدید تہران۔
منتہی الامال (شیخ عباس قمی شیعی) ص ۳۶۳ ج ۱ تحت تذکرہ ازواج حسین بن علی رضی اللہ عنہما

1. کتاب المحبر (ابو جعفر بغدادی) ص ۴۴۱
کتاب نسب قریش (مصعب زبیری) ص ۱۳۳ تحت ولد عتبہ بن ابی سفیان
کتاب نسب قریش (مصعب زبیری) ص ۳۲ تحت اولاد عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب (ابن عنبہ شیعی) ص ۴۳ تحت اولاد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت نہ کی کیونکہ وہ مجھے کہتی تھیں کہ اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا نفقہ بند کر دیں گے اور تیرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کریں گے۔

((وحكى ابن سعد انه كان يقول لقد اسلمت قبل عمرة القضية ولكني كنت اخاف ان اخرج الى المدينة لان امى كانت تقول ان خرجت قطعنا عنك القوت))[1]

اور بعض حضرات نے ان کا اسلام لانا فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول یہ ہے کہ انھوں نے صلح حدیبیہ کے بعد عمرۃ القضا میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا مگر اسے بوجہ خوف اپنے والدین سے مخفی رکھا یہاں تک کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ سب کے سامنے قبول اسلام کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ عمرۃ القضا ۷ھ میں پیش آیا تھا۔

پس اس مسئلہ میں بہ نسبت عام مورخین کے اقوال کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کو ترجیح دینا زیادہ قرین قیاس ہے۔

مورخین کے ایک اندازے کے مطابق اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر کم و بیش اٹھارہ برس کی ہوگی۔

(۱) چنانچہ مصعب زبیری رحمہ اللہ نے نسب قریش میں لکھا ہے کہ:

((ومعاوية بن ابى سفيان رضي الله عنهما كان يقول اسلمت عام العمرة القضية ولقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضعت اسلامى عنده وقبل منى))[2]

(۲) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اسی مسئلہ کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے

((اسلم وهو ابن ثمانى عشرة سنة وكان يقول اسلمت عام القضية ولقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعت عنده اسلامى))[3]

(۳) اسی طرح صاحب اسد الغابہ نے تحریر کیا ہے کہ:

((وكان معاوية رضي الله عنه يقول انه اسلم عام القضية وانه لقى رسول الله صلى الله عليه وسلم مسلما و كتم اسلامه من ابيه وامه...... الخ))[4]

---

۱ الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۱۳ ج ۳ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (مع الاستیعاب)

۲ نسب قریش ص ۱۲۴ تحت اولاد ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ۔

۳ تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ص ۲۰۷ ج ۱ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۴ اسد الغابہ، ص ۳۸۵ ج ۴ تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④((فھو فی عمرۃ القضیۃ المتاخرۃ عن الحدیبیۃ الواقعۃ سنۃ سبع قبل فتح مکۃ بسنۃ کان مسلما...... الخ))[1]

⑤ اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((ثم لما دخل عام الفتح اظھرت اسلامی فجئتہ فرحب بی))[2]

''یعنی جب فتح مکہ ہوئی تو میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ازراہ کرم آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرحبا کہا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے متعلق اکابر علماء کی یہ چند عبارات بلفظہ نقل کر دی ہیں۔ اس مسئلہ کو دیگر مورخین نے اپنی تصانیف کے مندرجہ ذیل مقامات میں نقل کیا ہے مزید تسلی کے لیے ان کی طرف رجوع فرمائیں، یہاں صرف حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں:

① تاریخ مدینہ دمشق، (ابن عساکر) (مخطوطہ) ص ۶۷۲ ج ۱۶، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

② کتاب دول الاسلام (ذہبی) ص ۲۸ ج ۱ تحت ۶۰ھ

③ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۱۸ ج ۲ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

④ تہذیب الاسماء واللغات (نووی) ص ۱۰۲ جلد ج ۲ ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

⑤ البدایہ (ابن کثیر) ص ۲۱، ۱۱۷ ج ۸ تحت فضل معاویہ۔

دور نبوت میں غزوات میں شرکت اور حصول غنائم

فتح مکہ رمضان شریف ۸ھ میں ہوئی اس کے بعد ابتدائے شوال میں غزوہ حنین اور غزوہ طائف پیش آئے یہ دونوں غزوات اسلام کے اہم معرکے تھے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت اور آنجناب کی زیر قیادت بقول بعض مورخین قریباً بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان غزوات میں شریک ہوئے۔ چنانچہ بنی ثقیف اور بنی ہوازن کے خلاف حنین کے مقام پر شدید قتال پیش آیا۔

اس غزوہ میں جہاں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شرکت کی وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے برادر کلاں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے دینی جذبات کے تحت شریک ہو کر حصہ لیا اور اسلامی اقتدار کی سربلندی کے لیے جہاد و قتال کی مساعی کیں اور آنجناب کی اطاعت و رفاقت میں عنایات کریمانہ سے مستفید ہوئے۔

---

[1] تطہیر الجنان (ابن حجر مکی) ص ۷ ابتداء الفصل الاول مع الصواعق المحرقہ

[2] البدایہ (ابن کثیر) تحت ترجمہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۱۱۷ ج ۸۔

طبقات ابن سعد ص ۱۲۸ ج ۷ قسم ثانی طبع لیڈن تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام کی تفصیلات تو احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مفصل مذکور ہیں لیکن صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے متعلقہ چند ایک چیزیں یہاں اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں۔ واقعات کی تفصیل ذکر کرنا یہاں مقصود نہیں۔

① ان غزوات میں بعض دفعہ فریق مقابل (بنی ثقیف) کے ساتھ کلام کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس وقت اہل اسلام کی طرف سے حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے پیش قدمی کی اور ان کو آواز دے کر امان کی صورت میں گفتگو کی۔ اس چیز کو ابن کثیر رحمہ اللہ نے بہ عبارت ذیل درج کیا ہے:

((وتقدم ابو سفيان بن حرب والمغيرة بن شعبة رضي الله عنهما فناديا ثقيفا بالامان حتى يكلموهم فامنوهم))[1]

② اسی طرح جب غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح نصیب فرمائی اور انھیں بہت سے غنائم حاصل ہوئے اور مخالفین کے چھ ہزار کے قریب افراد کو قیدی بنا لیا گیا۔ تو ان قیدیوں کی نگرانی اور حفاظت کی اشد ضرورت تھی، سو اس منصب کے لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کو ان کے معاملے کا والی مقرر فرمایا گیا اور امین قرار دیا (جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی لیاقت اور صلاحیت اور ان پر دینی اعتماد کی بین دلیل ہے)

((وفى كلام السهيلى وكان سبى حنين ستة الاف رأس قد ولى صلى الله عليه وسلم ابا سفيان بن حرب رضي الله عنه امرهم وجعله امينا عليهم هذا كلامه اى ولعل هذا بعد رجوعه صلى الله عليه وسلم من الطائف لان ابا سفيان رضي الله عنه كان معه صلى الله عليه وسلم بالطائف كما سياتى))[2]

③ غزوہ طائف کے موقع پر کفار کے ساتھ جب اہل اسلام کا مقابلہ ہوا تو ان کی طرف سے مسلمانوں پر شدید تیر اندازی کی گئی اور بہت سے مسلمان تیروں سے مجروح ہوئے۔ ان مجروحین میں جناب ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کی آنکھ میں آکر ایک تیر پیوست ہوا تو آنکھ اپنے مقام سے الگ ہو کر باہر آگئی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسی چشم کو ہاتھ میں لیے ہوئے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

((فقال يا رسول الله هذا عينى اصيبت فى سبيل الله فقال النبى صلى الله عليه وسلم ان شئت دعوت فردت عينك وان شئت فالجنة وفى لفظ فعين فى الجنة قال فالجنة ورمى بها من يده اى وقدمت عينه الثانية فى القتال يوم اليرموك عند

---

[1] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ٣٤٨ ج ٤ تحت غزوۃ الطائف

[2] سیرۃ حلبیہ ص ١٣١ ج ٣ تحت غزوۃ الطائف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاتلة الروم))[1]

"یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں گئی ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور آپ کو آنکھ واپس مل جائے گی اور اگر آپ اس کے عوض میں جنت چاہتے ہیں (تو اس کو رہنے دیجیے) پس ملے گی، تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ مجھے جنت مطلوب ہے۔ اور ان کی دوسری آنکھ یوم یرموک میں روم کے خلاف مقاتلہ میں فی سبیل اللہ ختم ہوئی۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دونوں چشموں (آنکھوں) کی قربانی دینے کو ہم نے قبل ازیں کتابچہ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ) میں تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔

④ ان غزوات میں اللہ تعالیٰ نے خاص نصرت فرماتے ہوئے اہل اسلام کو فتح نصیب فرمائی اور اسلام کے قاعدہ کے مطابق سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم کو جہاد میں شامل حضرات میں تقسیم فرمایا۔ اس موقع پر بعض افراد اور اشخاص کو عام قاعدہ سے کچھ زائد حصہ خصوصی رعایت سے دیا اور ان کی مالی اعانت فرمائی۔

اس مقام پر خصوصی رعایت کو اہل علم حضرات "تالیف قلب" سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ وقتی مصالح میں سے ایک تدبیر اور مصلحت تھی جس کے تحت بعض حضرات کو یہ مالی رعایت دی گئی تھی۔

اس مقام پر خصوصی رعایت پانے والوں کی ایک خاصی تعداد ہے جو اہل سیر نے اپنے اپنے مقام پر ذکر کی ہے۔ ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے برادر کلاں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قابل ذکر افراد ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق چند حوالہ جات ہم یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں تاکہ ناظرین کرام اصل عبارت میں اس چیز کو ملاحظہ فرمالیں۔ عبارت کے بعد ان کا مفہوم ذکر کیا جائے گا۔

① ((وشهد معه حنينا واعطاه مائة من الابل واربعين اوقية من ذهب وزنها بلال، وشهد اليمامة))[2]

② ((الذين اعطاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ مائة من الابل وهم ابوسفيان بن حرب، وابنه معاوية و حكيم بن حزام و الحارث بن كلدة اخوبنى عبدالدار ...... الخ))[3]

③ ((فاعطى صلى الله عليه وسلم للمولفة اى من اسلم من اهل مكة فكان اولهم اباسفيان

---

[1] سیرۃ حلبیہ ص ۱۳۲، ج ۳ تحت غزوۃ الطائف۔

[2] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۷ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سنہ ۶۰ ھ

[3] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۳۶۰ ج ۴ تحت غزوۃ الطائف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حرب رضی اللہ عنہ اعطاہ اربعین اوقیة ومائة من الابل وقال ابنی یزید ویقال له یزید الخیر فاعطاہ کذالك وقال ابنی معاویة فاعطاہ کذالك فاخذ ابوسفیان رضی اللہ عنہ ثلث مائة من الابل ومائة وعشرین اوقیه من الفضة وقال بابی انت وامی یا رسول الله لانت کریم فی الحرب وفی السلم ای وفی لفظ لقد حاربتك فنعم المحارب کنت وقد سالمتك فنعم المسالم انت هذا غایة الکرم جزاك الله خیرا))[1]

① ''مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹ ان کو عنایت فرمائے چالیس اوقیہ بھی عنایت فرمایا۔ جس کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وزن کرکے ان کو دیا تھا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنگ یمامہ میں بھی شریک جہاد ہوئے تھے۔''

② ''غزوۂ طائف اور غزوہ حنین کے بعد جن لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سو سو شتر عنایت فرمایا تھا ان لوگوں میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے فرزند معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ (برادر زادہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا) تھے اور حارث بن کلدہ اخو بنی عبدالدار وغیرہم تھے۔''

③ ''اہل مکہ میں سے جو اسلام لائے اور مولفۃ القلوب تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال عنایت فرمایا۔ ان لوگوں میں سے پہلے شخص حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ عنایت فرمایا۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ میرے بیٹے یزید کے لیے بھی عنایت فرمائیے جس کو یزید الخیر کہا جاتا ہے، تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی اتنا ہی حصہ عنایت فرمایا اور پھر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے فرزند معاویہ کے لیے بھی عنایت فرمائیے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی اتنی ہی مقدار عنایت فرمائی۔ پس اس طرح حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ اور ایک سو بیس اوقیہ وصول کیے۔

اس کے بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کو میں نے جنگ میں بھی کریم پایا اور صلح میں بھی مہربان پایا۔ اور بعض روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھ جنگ کا معاملہ پیش آیا تو آپ بہتر جنگ کرنے والے پائے گئے اور آپ کے ساتھ صلح و مصالحت کا معاملہ پیش آیا تو آپ بہترین صلح کرنے والے ثابت ہوئے۔ یہ آپ کی نہایت درجہ کی عنایت اور غایت درجہ کی شفقت

[1] سیرۃ حلبیہ ص ۱۳۷، ج ۳ تحت غزوۃ الطائف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔"

حاصل یہ ہے کہ یہ واقعات دور نبوی میں پیش آئے۔ مذکورہ حضرات قیادت نبوت کے تحت اسلامی مہمات میں شریک ہوئے۔ جہاں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی قربانیاں پیش کیں اور ثواب آخرت کے ساتھ مالی منافع سے بھی متمتع ہوئے، اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور برادر حضرت یزید رضی اللہ عنہ کو بھی اخروی ثواب کے ساتھ مالی فوائد سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملا۔

عہد نبوت میں مناصب

① اسلام سے قبل دور جاہلیت میں اہل مکہ میں قبیلہ قریش کے صرف چند افراد نوشت وخواند جانتے تھے اور بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ قریش نے اس دور میں حرب بن امیہ سے تحریر کو سیکھا۔ حرب بن امیہ اپنے دور کا اہم خواندہ شخص شمار ہوتا تھا۔[1]

نیز مورخین نے لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو قریش مکہ میں سترہ آدمی ایسے تھے جو تحریر اور نوشت وخواند کا فن جانتے تھے۔ ان افراد میں حضرت عمر بن خطاب، علی المرتضیٰ بن ابی طالب، عثمان بن عفان، ابوعبیدہ بن جراح، طلحہ بن عبیداللہ، ابوسفیان صخر بن حرب، یزید بن ابی سفیان، اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

((دخل الاسلام وفی قریش سبعة عشر رجلا کلهم یکتب عمر بن خطاب وعلی بن ابی طالب و عثمان بن عفان و ابو عبیدة بن الجراح و طلحة و یزید بن ابی سفیان و ابو سفیان بن حرب بن امیة و معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم ...... الخ))[2]

تاریخ کے اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ کے برادر یزید رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس دور میں نوشت وخواند کی صلاحیت رکھتے تھے اور ان کا شمار خواندہ حضرات میں ہوتا تھا۔

② اس مقام پر دوسری یہ چیز قابل ذکر ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں جہاں دیگر کاتب حضرات تھے وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے خاندانی وقار کے پیش نظر کتابت کے منصب سے سرفراز فرمایا گیا تھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں ان کا خاص مقام تھا۔ یہ چیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلاحیت وصداقت اور امانت کی دلیل ہے اور یہ ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں معتمد ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

---

[1] کتاب المصاحف (ابوبکر عبداللہ بن ابی داود سجستانی) ص ۵ تحت خطوط المصاحف

[2] فتوح البلدان (بلاذری) ص ۴۷۷ تحت امر الخط، طبع مصر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① محدثین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتابت کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے۔

② جب کبھی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریر کرانے کی ضرورت پیش آتی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلوا کر تحریر کرایا کرتے تھے۔

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ جاؤ معاویہ کو بلا کر لاؤ پس وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریر کی ضرورت ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ کبار علماء نے یہ تصریح بھی ذکر کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتابت وحی کا فریضہ بھی دیگر کاتبین وحی کی معیت میں ادا کیا کرتے تھے۔

① ((وعن عبدالله بن عمرو ان معاوية كان يكتب بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم)) (رواه الطبرانى واسناده حسن)[1]

② جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ:

((فقال اذهب فادع لى معاوية قال و كان كاتبه فسعيت فاتيت معاوية فقلت اجب نبى الله صلى الله عليه وسلم فانه على حاجة))[2]

③ ((ثنا عفان ثنا ابوعوانة قال انا ابوحمزة قال سمعت ابن عباس رضى الله عنهما يقول كنت غلاما اسعى مع الصبيان قال فالتفت فاذا نبى الله صلى الله عليه وسلم خلفى مقبلا فقلت ما جاء نبى الله صلى الله عليه وسلم الا الى قال فسعيت حتى اختبئ وراء باب دارقال فلم اشعر حتى تناولنى قال فاخذ بقفاى فحطانى حطاءة قال اذهب فادع لى معاوية و كان كاتبه قال فسعيت فقلت اجب نبى الله صلى الله عليه وسلم فانه على حاجة))[3]

④ ((ان معاوية كان يكتب الوحى لرسول الله صلى الله عليه وسلم مع غيره من كُتّاب الوحى رضى الله عنهم))[4]

---

[1] مجمع الزوائد (ہیثمی) ص ۳۵۷ ج ۹ تحت باب ماجاء فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

[2] مسند امام احمد ص ۳۳۵ ج ا تحت مسندات ابن عباس رضی اللہ عنہما

[3] مسند امام احمد ص ۲۹۱ ج ا تحت مسندات ابن عباس رضی اللہ عنہما

[4] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۲۱ ج ۸ تحت فضل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وکتب له معاوية بن ابی سفيان وحنظلة الاسيدی...... الخ))

⑤ ((وصحب معاوية رسول الله ﷺ وكتب الوحی بين يديه مع الكُتّاب))[1]

⑥ ((واكثر هم ملازمة له زيد بن ثابت و معاويه بن ابی سفيان رضی الله عنهما بعد الفتح...... الخ))[2]

یہ چند عبارات اس مسئلہ پر بطور نمونہ درج کر دی ہیں تفصیلات میں جانے سے تطویل کا خوف ہے۔ مزید حوالہ جات اس مضمون پر مطلوب ہوں تو ہماری کتاب مسئلہ اقربا نوازی صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ تحت عنوان ''کاتب نبوی ہونا'' کی طرف رجوع فرمالیں۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ مسئلہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتبان نبوی میں شمار تھا اور کتابت وحی وغیر وحی دونوں چیزوں کے تحریر کرنے والے تھے۔ یہ فضیلت انھیں طبعی صلاحیت کی بنا پر حاصل تھی اور دین میں پختگی کی علامت ہے اور ان کے عادل و امین ہونے کا بین ثبوت ہے۔ کیونکہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ:

((كان لا يستكتب الا عدلا امينا))[3]

''یعنی آنجناب ﷺ عادل اور امانت دار شخص کے بغیر کسی کو کاتب نہیں بناتے تھے۔''

③ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ ایک موقع پر نبی اقدس ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مراسلت نویسی کی فہمائش کرتے ہوئے اس تحریر کی ترتیب بھی تعلیم فرمائی۔

چنانچہ ایک شخص مسعود بن وائل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا اور اس کا اسلام آنجناب ﷺ نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد مسعود بن وائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آنجناب (ﷺ) اپنے ایک شخص کو میری قوم کی طرف روانہ فرمائیں جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آنجناب (ﷺ) کی برکت سے ان کو ہدایت فرمائے گا۔ تو اس کی اس گزارش کے بعد آنجناب ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس قوم کی طرف ایک مراسلہ لکھنے کا حکم کرتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے لکھو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس طرح لکھوں؟ تو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پہلے تحریر کرو (اس کے بعد دیگر دعوت اسلامی کا مضمون لکھا جائے گا)

((ان مسعود بن وائل قدم على النبی ﷺ فاسلم وحسن اسلامه فقال يا

---

[1] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۷ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[2] تاریخ الخمیس (شیخ دیار بکری) ص ۱۸۲ ج ۲ تحت کتابہ علیہ السلام۔

[3] ازالۃ الخفاء ص ۱۴۷ تتمہ تنبیہ سوم طبع قدیم بریلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول الله انی احب ان تبعث الی قومی رجلا یدعوهم الی الاسلام عسی الله ان یهدیهم بك فقال لمعاویة اکتب له فقال یا رسول الله کیف اکتب له؟ قال اکتب بسم الله الرحمن الرحیم فذکر الحدیث))[1]

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مراسلہ نبوی کے قاری تھے

گزشتہ سطور میں ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ چیز واضح کر دی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریرات کے لیے خواہ وحی ہوں یا غیر وحی آپ رضی اللہ عنہ خصوصی محرر تھے۔

اس کے بعد مزید یہ چیز بھی واضح کی جاتی ہے کہ پیغمبر اسلام کی طرف دیگر ملوک اور بادشاہوں کی طرف سے مراسلت ہوتی تھی اور اس میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان تحریرات کے قاری ہوتے تھے۔ یہ چیز آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں عظیم اعتماد ظاہر کرتی ہے۔

قیصر روم کے قاصد کا واقعہ

چنانچہ اس پر ''قیصر روم'' کے قاصد کا ایک خاص واقعہ محدثین اور مؤرخین نے بڑی تفصیل سے درج کیا ہے۔

اس واقعہ کو ہم ناظرین کرام کی خدمت میں ذکر کرتے ہیں اور اس پر چند ایک عبارات بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں تا کہ اہل علم حضرات کو پورا اعتماد ہو سکے اور واقعہ کی حقیقت ان کے ہاں صحیح طور پر نمایاں ہو سکے۔

قاسم بن سلام رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

((عن سعید بن ابی راشد قال لقیت التنوخی رسول هرقل الی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بحمص وکان جارا لی شیخا کبیرا قد بلغ الفند اوقرب منه قال اتیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو بتبوك بکتاب هرقل، فناوله رجلا عن یساره فقراهٗ فقلت من صاحب کتابکم الذی یقراهٗ فاذا هو معاویة رضی اللہ عنہ فلما ان فرغ من قراءة کتابی قال ان لك حقا انك رسول، ولو وجدت عندنا جائزة جوزناك بها، انا سفر فقام رجل فقال انا اجوزه ففتح رحله فاتی بحله فوضعها فی حجری فقلت من صاحب الجائزة؟ فقالوا عثمان فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من ینزل هذا؟ فقال فتی من الانصار، انا قال فذهب بی الانصاری۔ مکنت معه))[2]

---

[1] الاصابہ مع الاستیعاب (ابن حجر عسقلانی) ص ۳۹۳ ج ۳ تحت (۷۹۶۰) مسعود بن وائل

[2] کتاب الاموال (امام ابوعبید قاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ھ) ص ۲۵۵-۲۵۶ طبع مصر (تحت فصل ما بین الغنیمۃ والفی ومصرف کل منہما)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی واقعہ مسند ابی یعلی میں اس طرح ہے کہ قاصد قیصر روم تنوخی کہتا ہے کہ

((فأتيتُ رسول الله ﷺ وهو مع أصحابه وهم محتبون بحمائل سيوفهم حول بئر تبوك فقلت ايكم محمد؟ فاومأ بيده الى نفسه، فدفعت اليه الكتاب، فدفعه الى رجل الى جنبه فقلت: من هذا؟ فقالوا معاوية بن ابى سفيان رضی اللہ عنہ فقرأه فاذا فيه كتبت تدعونى الى جنة عرضها السمٰوات والارض فاين النار اذا؟ فقال رسول الله ﷺ "يا سبحان الله" اذا جاء الليل فاين النهار؟ فكتبته عندى ثم قال رسول الله ﷺ انك رسول قوم فان لك حقا۔ ولكن جئتنا ونحن مرملون قال عثمان رضی اللہ عنہ اكسوه حلة صفورية فقال رجل من الانصار على ضيافته...... الخ)) [1]

رسول قیصر کے اس واقعہ کو دیگر محدثین اور مورخین نے بھی اپنی اپنی عبارات میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مندرجہ ذیل مقامات پر یہ واقعہ مذکور ہے ناظرین کرام حوالہ جات ہذا کی طرف رجوع فرما سکتے ہیں:

① مسند امام احمد ص ۴۴۱-۴۴۲، جلد ۳ تحت حدیث تنوخی عن النبی ﷺ۔

② مسند امام احمد ص ۷۴-۷۵ ج ۴ تحت حدیث رسول قیصر الیٰ رسول اللہ ﷺ۔

③ مجمع الزوائد (ہیثمی) ص ۲۳۵-۲۳۶، ج ۸ رجال ابی یعلی ثقات، تحت باب ما کان عند اہل الکتاب من امر نبوتہ ﷺ۔

④ ابن عساکر کامل ص ۴۱۸ ج ۱، طبع اول دمشق، تحت باب غزاۃ النبی ﷺ بنفسہٖ تبوک و ذکر مکاتبتہ...... الخ

⑤ ابن عساکر کامل ص ۴۱۹ ج ۱، طبع اول دمشق، تحت باب غزاۃ النبی ﷺ بنفسہٖ تبوک و ذکر مکاتبتہ و مراسلتہ منہا الملوک۔

⑥ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۶ ج ۵، تحت قدوم رسول قیصر الیٰ رسول اللہ ﷺ بتبوک۔

مطلب یہ ہے کہ جناب نبی اقدس ﷺ نے مشہور صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے قیصر روم کی طرف دعوت اسلام کے لیے مراسلہ ارسال فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں قیصر روم کا قاصد تنوخی اپنے بادشاہ ہرقل کی طرف سے ایک مکتوب لایا تھا۔

تنوخی بیان کرتا ہے کہ آنجناب ﷺ غزوہ تبوک کے سلسلے میں تبوک کے مقام پر اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے۔ (میں آنجناب ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا) میں نے دریافت کیا کہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ تو آنجناب ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنی ذات گرامی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس پر میں نے وہ

[1] مسند ابی یعلی احمد بن علی الموصلی المتوفی ۳۰۷ھ ص ۱۷۱ ج ۳۰ تحت رسول قیصر طبع دمشق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوب آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنجناب ﷺ نے وہ مراسلہ اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو پڑھنے کے لیے دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو اہل مجلس نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ مراسلہ آنجناب ﷺ کی خدمت میں پڑھ کر سنایا۔ اس مکتوب میں یہ چیز بھی درج تھی کہ آپ مجھے جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے تو فرمائیے کہ دوزخ کہاں ہے؟ اس پر آنجناب ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب رات آتی ہے تو دن کہاں جاتا ہے؟ (مراسلہ کے مضمون کی تفصیلات اپنی جگہ پر درج ہیں)

جب مراسلہ پڑھ لیا گیا تو آنجناب ﷺ نے رسول قیصر کو ارشاد فرمایا کہ آپ پیغام رساں ہیں اور پیغام رساں کا احتراماً حق ہوتا ہے۔ ہم اس وقت مسافر ہیں اگر ہمارے پاس کوئی عطیہ اور ہدیہ ہوتا تو ہم آپ کو دے دیتے۔ یہ بات سن کر آنجناب ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھا اور کہا کہ میں اس قاصد کو ہدیہ اور تحفہ پیش کرتا ہوں اور وہ شخص اپنے سامان میں سے ایک عمدہ پوشاک نکال لایا اور اسے میری گود میں رکھ دیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو حاضرین مجلس نے کہا یہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

اس کے بعد جناب نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اقامت دینے (ٹھہرانے) کی ضرورت ہے۔ کون اس کو جگہ دینے کے لیے تیار ہے؟ تو انصار میں سے ایک شخص مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

حاصل یہ ہے کہ قیصر روم کے اس مراسلے کی خواندگی کے فرائض سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیے۔

آخر میں شیعہ کے اکابر کا ایک حوالہ اس مسئلہ کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اہلسنّت والجماعت اور شیعہ دونوں کے نزدیک دور نبوت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتابت وحی وغیر وحی و مراسلہ نویسی نیز عہد نامے تحریر کرنے اور پڑھنے کی خدمات پر مامور تھے اور انشا پرداز تھے۔

شیعہ کے قدیم ثقہ مورخ یعقوبی نے لکھا ہے:

((وکان کتابه الذین یکتبون الوحی والکتب والعهود علی بن ابی طالب وعثمان بن عفان و خالد بن سعید بن العاص بن امیة و معاویة بن ابی سفیان و شرحبیل بن حسنة رضی اللہ عنہم الخ))[1]

''یعنی مطلب یہ ہے کہ آنجناب ﷺ کے لیے وحی و مراسلت وعہود و مواثیق وغیرہ تحریر کرنے والے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت خالد بن سعید بن عاص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ وغیرہم رضی اللہ عنہم تھے۔''

[1] تاریخ یعقوبی ص۸۰ ج۲ تحت کتاب النبیؐ، طبع بیروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعہ اراضی کی تسلیم

① یمن کے علاقہ حضرموت کے مقام سے ایک شخص وائل بن حجر کندی رضی اللہ عنہ جو اپنے علاقہ کے رئیس اور اپنی قوم کے سردار تھے جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ ان کے حق میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں فرمائیں اور صحابہ کے سامنے ارشاد فرمایا کہ یہ وائل بن حجر ہیں، یہاں سے بعید ایک مقام حضرموت سے آ کر یہاں بخوشی اسلام لائے (ان پر کوئی جبر و اکراہ نہیں کیا گیا)۔ ان حالات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ اراضی عطا فرمانے کا ارادہ فرمایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے خود ذکر کیا کہ:

((فبعث معی معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنهما قال وامره ان یعطینی ارضا فیدفعها الی و کتب لی کتابا خاصا یفضلنی فیه علی قومی وکتابا لی ولاهل بیتی بمالنا...... الخ))[1]

''یعنی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) کو میرے ساتھ روانہ فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ میرے لیے زمین کا ایک قطعہ متعین کر کے میری تحویل میں دے دیں اور ساتھ ہی میرے لیے ایک خاص مکتوب تحریر کرایا جس میں میری قوم پر میری فضیلت ظاہر فرمائی اور میرے لیے اور میرے اہل خانہ کے لیے مال و متاع کے متعلق مزید ایک وثیقہ بطور مکتوب عنایت فرمایا۔''

واقعہ ہذا مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ان علماء نے یہ واقعہ اپنی اپنی عبارات میں ذکر کیا ہے۔

① صحیح ابن حبان ص ۱۶۶-۱۶۷ ج ۹، ۱۰، تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

② مشکوۃ شریف ص ۲۵۹ فصل ثانی، باب احیاء الموات والشرب بحوالہ ترمذی و دارمی۔

③ کتاب الثقات (ابن حبان) ص ۴۲۵ ج ۳ باب الواؤ تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

④ اسد الغابہ ص ۸۱ ج ۵ تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ طبع تہران۔

⑤ الاصابہ (ابن حجر) مع الاستیعاب ص ۵۹۲ ج ۳ تحت ذکر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ۔

مختصر یہ ہے کہ واقعہ ہذا کے ذریعے سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد تھا اور وہ باصلاحیت شخصیت تھے۔ اسی بنا پر قطعہ ارضی کی تعیین و تسلیم جیسے اہم کام پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

[1] تاریخ کبیر (امام بخاری) ص ۱۷۵-۱۷۶ ج ۴ قسم ثانی تحت باب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

اس مقام پر بعض روایات میں وائل بن حجر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان مناقشانہ کلمات مذکور ہیں جن میں وائلؓ کی زبانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص و تحقیر معلوم ہوتی ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ مقولہ مشہور ہے کہ ''یک من علم رادہ من عقل باید'' عقلمند آدمی کو سوچنا چاہیے کہ وائل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک ''اعزاز'' اور ''منصب'' مرحمت فرمایا گیا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کام کی تنفیذ و تکمیل کے لیے وائل رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ اب ان حالات میں وائل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ آدمی کا احترام ملحوظ رکھنا اور اس کی رضامندی کا خیال رکھنا قرین قیاس ہے اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے فرستادہ شخص کے ساتھ بہتر سلوک سے پیش آنا اخلاقی فرض ہے۔

یہاں روایت کے راویوں کو خدا خیر سمجھائے انھوں نے واقعہ ہذا میں الٹا معاملہ کر دیا اور وائل رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحقیر ذکر کی ہے اور ذلت آمیز رویہ دکھایا ہے۔

کیا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو وائل رضی اللہ عنہ کے سامنے ذلیل کرنے کے لیے بھیجا تھا؟ غور کرنے کا مقام ہے۔

یہ سب راویوں کی طرف سے واقعہ میں اضافے ہیں اور ان کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے بلکہ اصل واقعہ پر نظر رکھی جائے جیسا کہ ہم نے پیش کر دیا ہے۔

اس روایت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتماد نبوت کا ثبوت اور ان کی صلاحیت کا اثبات واضح طور پر پایا جاتا ہے۔

ایک دیگر واقعہ

② اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ محدثین اور مورخین نے ذکر کیا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے (بلال رضی اللہ عنہ کے احوال کی تفصیل اپنی جگہ موجود ہے) ان کے لیے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل البحر کے علاقہ معادن القبلیہ سے قطعات اراضی عنایت فرمائے اور وہاں سے بعض مواضع کو متعین کر کے بطور وثیقہ کے ایک تحریر لکھ دی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے قطعات اراضی عطا کرنے کا یہ وثیقہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا۔

((ان رسول الله ﷺ اقطعه القطيعة وكتب له "هذا ما اعطى محمد رسول الله ﷺ بلال بن الحارث اعطاه معادن القبلية غوريها وجلسيها و كتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویة)) [1]

حاصل یہ ہے کہ مذکورہ نوع کی اہم خدمات کا سرانجام دینا آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری میں دے رکھا تھا اور یہ آپ کے فرائض میں داخل تھا۔

فرمان نویسی

(۴) اسی طرح فرمان نویسی کا ایک اور واقعہ مشہور مورخ ابن شبہ رحمہ اللہ نے ''تاریخ مدینہ منورہ'' میں تحریر کیا ہے کہ:

سہل بن حنظلہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار سردار دو جہاں ﷺ کی خدمت میں دو شخص (عیینہ بن حصن بن بدر اور اقرع بن حابس) حاضر ہوئے اور انھوں نے بعض ضروریات کے متعلق سوال کیا تو آنجناب ﷺ نے ان کے سوال کو پورا کرنے کا امر فرمایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ان کی حاجت روائی کی خاطر ایک تحریر لکھ کر ان کے حوالہ کی جائے تو حسب ارشاد نبوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو الگ الگ تحریر لکھ کر دے دی۔

((حدثنا سهل ان عيينة بن حصن بن بدر والاقرع ابن حابس دخلا على رسول الله ﷺ فسالاه فامر لهما بما سألاه، وامر معاوية رضي الله عنه ان يكتب لهما بذالك، فكتب ودفع الى كل واحد منهما صحيفة)) [2]

اسی ضمن میں سیرت نگاروں نے جناب نبی کریم ﷺ کے دور کا ایک دیگر واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ ہماری لیے سابقہ وثیقہ از سرنو تحریر کر کے عنایت فرمایا جائے (جبکہ قبل ازیں ان کو قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں ایک تحریر لکھ کر دی گئی تھی) تو اس پر حضور اکرم ﷺ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے لیے جدید تحریر لکھوا کر ان کے حوالے کی۔ اس تحریر کا مضمون یہ تھا کہ:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ وثیقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری اور اس کے ساتھیوں کو لکھ کر دیا ہے۔ (آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ) میں نے تم کو مقام عینون، جبرون، مطوم اور بیت ابراہیم اور وہ تمام کے لیے انھیں اور ان کی اولاد کو سپرد کر دی ہے۔ پس جو شخص ان کو اذیت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف میں مبتلا فرمائیں گے۔''

---

[1] مستدرک حاکم ص ۵۱۷ ج ۳ کتاب معرفۃ الصحابہ تحت ذکر بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ۔
تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (مخطوطہ قلمی ص ۴۴۳ ج ۳) تحت ترجمہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ۔
معجم البلدان (یاقوت حموی) (ص ۳۰۷، ۳۰۸ ج ۱۵) تحت القبلیہ طبع بیروت۔

[2] تاریخ المدینۃ المنورہ (ابن شبہ) ص ۵۳۵ ج ۲ طبع قاہرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس وثیقہ پر مندرجہ ذیل گواہ اور شاہد قائم فرمائے:

((شهد بذالك ابوبكر بن ابى قحافة وعمر بن الخطاب و عثمان بن عفان بن عفان و على بن ابى طالب و معاوية بن ابى سفيان (رضی اللہ عنہم) و كتب۔ نقل ذالك فى الموهب))[1]

① سیرت حلبیہ ص ۲۴۰-۲۴۱ جلد ۳، تحت ما یذکر فیہ ما یتعلق بالوفود...... الخ

② شرح مواہب لدنیہ (زرقانی) ص ۳۵۹ جلد ۳، تحت مکاتباتہ علیہ السلام الی الملوک وغیرہم

یعنی اس وثیقہ پر خلفائے اربعہ اور امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کو شاہد قرار دیا گیا اور اس وثیقہ کو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے تحریر کیا ہے۔

یہ چیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عند النبوت وثاقت، عدالت اور دیانت کی واضح دلیل ہے۔

فوائد ونتائج

مندرجات بالا کی روشنی میں مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر باش خادم تھے اور پہلوئے نبوت میں بیٹھنے کے شرف سے مشرف تھے۔ (سبحان اللہ)

② حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم اعتماد تھا اور آپ کو خصوصی قرب نبوی حاصل تھا۔ آپ وحی اور غیر وحی دونوں طرح کی تحریر سرانجام دیتے تھے۔

③ نیز بادشاہوں کی طرف مراسلات اور پھر ان کے جواب کی اہم ذمہ داری بھی آپ کے سپرد تھی جو بڑا باوقار منصب ہے نیز قطعہ اراضی کا تعین اور وثیقہ نویسی کی خدمات سرانجام دینے کی سعادت بھی ان کو نصیب تھی۔

④ کوئی منافق یا عامی قسم کا آدمی ان جلیل القدر مناصب کا اہل نہیں ہوسکتا اور سلطنت کے ایسے اہم امور اس کی تحویل میں نہیں دیے جاسکتے۔

یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کامل ایماندار شخصیت اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معتمد صحابی تھے اور مخلصین صحابہ کرام میں ان کا ایک اہم اور مقتدر مقام تھا۔

ایک واقعہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ میں آپ کے پاس مقیم رہے۔ اس دوران میں آپ کو مختلف اسلامی خدمات سرانجام دینے کا موقع

[1] تاریخ مدینہ منورہ (ابو زید عمر بن شبہ نمیری بصری المتوفی ۲۶۲ھ) ص ۵۳۵ ج ۲ طبع مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوتا رہا۔ ان ایام میں آپ کی مالی و معاشی حالت کچھ اچھی نہ تھی، فقر و فاقہ کا دور تھا لیکن آپ نے اس حالت میں بھی صبر و استقلال کا دامن نہیں چھوڑا اور صابر و قانع رہ کر ملّی و دینی خدمات سرانجام دیں۔

صحیح روایات میں ایک واقعہ مذکور ہے جس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس وقت کی معاشی اور مالی حالات کی ایک کیفیت ملتی ہے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ اس دور میں ایک خاتون فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند (ابوحفص بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ) سے طلاق مل گئی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ طلاق عرض کیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں عدت گزارنی ہو گی اور جب یہ مدت گزر جائے تو مجھے آ کر اطلاع دینا۔ چنانچہ ایام عدت گزارنے کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دوبارہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے دو شخصوں (معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہما) نے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ یعنی منگنی کی گفتگو کی ہے۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور مشورہ عرض کرتی ہوں کہ میں کس شخص کے ساتھ نکاح کروں؟ تو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے پر اٹھائے رکھتا ہے (یعنی غصہ ور ہے اور مار پیٹ کرتا ہے) اور معاویہ بن ابی سفیان صعلوک ہے یعنی وہ مالدار نہیں مفلوک الحال اور نادار ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔

مذکورہ خاتون کہتی ہیں کہ پہلے تو میں نے اسے پسند نہیں کیا لیکن پھر میں نے حسب فرمان نبوی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں مجھے وہ خیر و برکت عطا فرمائی کہ مجھ پر دیگر خواتین رشک کرنے لگیں۔

((قالت (فاطمة بنت قيس) فلما حللت ذكرت له ان معاوية بن ابى سفيان واباجهم خطبانى فقال اما ابو الجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه واما معاوية فصعلوك لا مال له انكحى اسامة بن زيد فكرهته ثم قال انكحى اسامة فنكحته فجعل الله فيه خيرا واغتبطت))[1]

واقعہ ہذا کے ذریعے سے واضح ہوا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مدینہ شریف میں مقیم تھے تو اس دوران میں ان پر فقر و فاقہ کی حالت غالب تھی۔ معاشی کمزوری اور مالی پریشان ان کو دینی امور کی بجا آوری سے پیچھے نہیں ہٹا سکی، اور آپ ان حالات میں بھی اسلامی خدمات بڑی مستعدی سے سرانجام دیتے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۸ بحوالہ مسلم شریف تحت باب العدۃ فصل اول طبع نور محمدی۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۶ ج ۶ تحت باب العدۃ فصل اول طبع ملتان۔
منتخب من مسند عبد بن حمید ص ۴۵۸ تحت حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ چیز ان کی دین پر ثابت قدمی کا واضح ثبوت ہے۔

حتات رضی اللہ عنہ سے مواخات

دور نبوی کے آخری سالوں میں بہت سے قبائل مشرف باسلام ہوئے۔ ان قبائل میں بنو تمیم ایک مشہور قبیلہ ہے جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا۔ اس قبیلہ میں ایک شخص بشر حتات بن یزید بن علقمہ تمیمی مجاشعی بھی تھے جو دیگر افراد قبیلہ کے ہمراہ مشرف باسلام ہوئے۔

اہل تراجم نے لکھا ہے کہ:

① ((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم آخی بین حتات و معاویۃ رضی اللہ عنہما فمات الحتات عند معاویۃ رضی اللہ عنہ فی خلافتہ))[1]

② ((ان الحتات وفد علی معاویۃ فمات عندہ...... وآخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ وبین معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما))[2]

''مطلب یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حتات بن یزید اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔''

''حتات رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے آخری سالوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دمشق تشریف لے گئے اور وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال بھی دمشق میں ہوا۔''

تنبیہ

① یہاں اس چیز کی تھوڑی سی وضاحت کی جاتی ہے کہ مشہور و معروف مواخات بین المہاجرین والانصار جو غزوہ بدر سے قبل قائم فرمائی گئی تھی وہ اپنی جگہ پر مسلم ہے۔ لیکن یہ مواخات الگ ہے جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان اور حتات بن یزید رضی اللہ عنہما کے درمیان بعد میں قائم فرمائی تھی۔ اس کو سابقہ مواخات کے تحت شمار نہیں کیا جاتا۔

② اور یہاں بعض روایات میں یہ چیز مذکور ہے کہ "فورثہ بالاخوۃ" یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حتات رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے اموال کے وارث ہوئے اور فرزدق شاعر نے اس سلسلے میں چند اشعار کہہ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تعریض کی۔

اکابر علماء نے اس چیز کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

---

[1] الاصابہ (ابن حجر) ص ۳۱۰ ج ا تحت حتات بن یزید رضی اللہ عنہ

[2] اسد الغابہ (ابن اثیر جزری) ص ۳۷۹ ج ا تحت باب الحاء والتاء

سیرت ابن ہشام ص ۵۶۰-۵۶۱ ج ۲ تحت قدوم وفد بنی تمیم ونزول سورۃ الحجرات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وھذا القول لیس بشیء لان معاویة رضی اللہ عنہ لم یکن یجھل ان ھذہ الاخوة لا یرث بھا احد))[1]

"مطلب یہ ہے کہ یہ قول بے اصل ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ سے ناواقف نہیں تھے بلکہ خوب جانتے تھے کہ اس اخوت کی بنا پر کوئی شخص وارث نہیں بن سکتا۔ الا یہ کہ حنات رضی اللہ عنہ نے وارث ہونے کی صورت میں اس اخوت کے حق میں کوئی وصیت کر دی ہو۔"

ایک فضیلت (قصر شعر نبوی یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کاٹنا)

محدثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف قسم کی خدمات سرانجام دیتے تھے جن میں سے بعض اہم خدمات کا ذکر ماقبل میں بقدر ضرورت آ چکا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے بال مشقص سے کاٹے تھے۔ (مشقص ایک قسم کا لوہے کا آلہ تھا جس سے بالوں کو کاٹا جا سکتا تھا)

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن معاویة رضی اللہ عنہ قال قصرت عن رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمشقص))[2]

روایت مندرجہ بالا کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاص تعلق تھا اور مختلف خدمات سرانجام دینے میں شریک رہتے تھے۔ اور جب بعض دفعہ بال مبارک تراشنے کی ضرورت پیش آئی ہے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خدمت کے سرانجام دینے کی بھی سعادت حاصل کی۔

تنبیہ

شارحین حدیث کے نزدیک یہاں بحث چلتی ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا تھا؟ اور کس جگہ پر پیش آیا؟ یہ مباحث اہل علم حضرات کے لیے مقام تحقیق ہے۔

---

[1] تاریخ الکامل (ابن اثیر جزری) ص ۲۳۲ ج ۳ تحت ذکر ھرب فرزدق من زیاد سنہ ۵۰ھ۔

[2] بخاری شریف ص ۲۳۳ ج ۱ کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال

مسلم شریف ص ۴۰۸ ج ۱ باب جواز التقصیر المعتمر من شعرہ، طبع نور محمدی، دہلی

سنن الکبریٰ (بیہقی) ص ۱۰۲ ج ۵ کتاب الحج باب ما یفعل المعتمر بعد الصفا والمروة

مسند امام احمد ص ۹۶-۹۷ ج ۴ تحت حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام دوستوں کے لیے اتنا قدر ذکر کر دینا کافی ہے کہ جہاں اور جس موقع پر بھی یہ (قصر شعر نبوی) کا واقعہ پیش آیا وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یقیناً اس خدمت کو سرانجام دینے کا شرف حاصل کیا۔

چنانچہ تابعین کے دور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں مجاہد و عطا وغیرہ رحمہم اللہ نے اس واقعہ کے متعلق یہ کہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور صاحب اس کے ناقل نہیں ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں توثیق کرتے ہوئے فرمایا کہ:

((ما كان معاوية رضي الله عنه على رسول الله صلى الله عليه وسلم متّهما))[1]

"مطلب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں متہم نہیں ہیں۔ یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط بات منسوب نہیں کرتے بلکہ ٹھیک بات ہی ذکر کرتے ہیں اور قصر شعر (یعنی بال کاٹنے) کا واقعہ درست ہے۔"

تنبیہ

قصر شعر نبوی کے اس واقعہ سے اس بات کی تائید و تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بال مبارک بطور تبرک کے محفوظ تھے، تمام زندگی انھوں نے ان کو بحفاظت رکھا اور زندگی کے آخری لمحات میں انھیں اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کی جسے ان کی دلی خواہش کے موافق پورا کیا گیا۔ (سبحان اللہ!)

یہ چیز حضرت موصوف رضی اللہ عنہ کے حق میں بیش بہا فضیلت ہے۔

زبان نبوت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خصوصی امور میں خاص خادم تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسلامی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اس بنا پر ان کے حق میں وقتاً فوقتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیہ کلمات بھی ارشاد فرمائے جو جناب باری تعالیٰ میں یقیناً مقبول و منظور ہوئے اور ان دعاؤں کی برکات کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت اہم دینی خدمات سرانجام دینے کی عمدہ توفیق نصیب ہوئی۔

چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نبوت سے متعدد دعائیں اپنے اپنے مواقع پر صادر ہوئی ہیں اور ان کو محدثین و مورخین نے اپنی اپنی تصانیف میں بے شمار مقامات پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔

ان دعاؤں کو ہم ناظرین کی خدمت میں ایک ترتیب سے پیش کرتے ہیں۔ اپنی ناقص جستجو کے مطابق ہم نے حوالہ جات ساتھ تحریر کر دیے ہیں۔ اہل علم رجوع کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔

---

[1] مسند امام احمد ص ۹۵ ج ۴ تحت حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ طبع مصر۔
مسند امام احمد ص ۱۰۲ ج ۴ تحت حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ طبع مصر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے حق میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات ذیل سے دعا فرمائی:

((عبدالرحمن بن ابی عمیرة المزنی رضی اللہ عنہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی معاویة بن ابی سفیان اللهم اجعله هادیا مهدیا واهده واهدبه))[1]

''یعنی ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! معاویہ کو (لوگوں کے لیے) ہادی بنا اور ہدایت یافتہ فرما۔ یا اللہ! اس کو ہدایت دے اور اس کے ذریعے سے دوسروں کو ہدایت نصیب فرما۔''

حاصل یہ ہے کہ ان ''دعائیہ کلمات'' کی برکت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے لیے دال علی الخیر ہیں اور فی نفسہٖ اپنے مقام پر ہدایت یافتہ ہیں، اور مخلوق کے لیے باعث ہدایت ہیں۔ یہاں تکرار الفاظ میں مفہوم و مضمون کی تاکید و تکمیل پائی گئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کو بے شمار کبار علمائے محدثین اور مورخین نے نقل کیا ہے۔ ناظرین کرام کی تسلی کے لیے ہم ذیل میں صرف چند حوالہ جات تحریر کرتے ہیں:

① کتاب فضائل الصحابہ (امام احمد) ص ۹۱۳-۹۱۴ ج ۲ تحت فضائل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

② معجم الاوسط (طبرانی) ص ۳۸۰ ج ۱ مطبوعہ ریاض۔

③ موارد الظمآن (ہیثمی) ص ۵۶۶ باب فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

④ مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۹ بحوالہ ترمذی شریف باب جامع المناقب فصل ثانی۔

⑤ ترمذی شریف ص ۵۴۷ ابواب المناقب تحت مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (قال الترمذی حسن غریب)

⑥ تاریخ کبیر (امام بخاری) ص ۲۴۰ ج ۳ تحت باب عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

⑦ طبقات ابن سعد ص ۱۳۶ ج ۷ قسم ثانی تحت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

⑧ تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ص ۲۰۸ ج ۱ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑨ حلیۃ الاولیاء (ابونعیم اصفہانی) ص ۳۵۸ ج ۸ تحت بشر بن حارث حافی

⑩ اخبار اصفہان (ابونعیم اصفہانی) ص ۱۸۰ ج ۱ تحت ابراہیم بن عیسیٰ

---

[1] تاریخ کبیر (امام بخاریؒ) ص ۳۲۷ ج ۴ قسم اول تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما طبع دکن
تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۱۹ ج ۲ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
تطہیر الجنان (ابن حجر مکی) ص ۱۱، ۱۲ تحت فصل ثانی فی فضائلہ ومناقبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑪ اسد الغابہ ص ۳۸۶ ج ۴ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑫ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۱ ج ۸ بحوالہ طبرانی وامام احمد وغیرہما تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

⑬ الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۰۶-۴۰۷ ج ۲ تحت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

⑭ تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ص ۶۸۶ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

⑮ تہذب الاسماء واللغات (نووی) ص ۱۰۳-۱۰۴ ج ۲ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

⑯ علل الحدیث (ابن ابی حاتم رازی) ص ۳۶۲ ج ۳ تحت علل الاخبار فی الفضائل

⑰ کتاب الاباطیل (جوزقانی) المتوفی ۵۴۳ھ، ص ۱۹۲-۱۹۳ ج ۱ روایت ۱۸۲ (ہذا حدیث حسن)

(۲) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

نیز عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ (صحابی) فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیہ کلمات میں نے سماعت کیے، آپ فرماتے تھے:

((یقول (عرباض بن ساریة رضی اللہ عنہ) سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب))

''یعنی اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عنایت فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔''

اس روایت کو مندرجہ ذیل محدثین اور مورخین اور کبار علماء نے اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے، درج ذیل مقامات ملاحظہ فرمائیں:

① فضائل الصحابہ، امام احمد ص ۹۱۳-۹۱۴ ج ۲ تحت فضائل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

② مسند امام احمد ص ۱۲۷ ج ۴ تحت مسندات عرباض بن ساریہ الاسلمی رضی اللہ عنہ۔

③ صحیح ابن حبان ص ۳۵۶ ج ۹ تحت باب ماجاء فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

④ مجمع الزوائد (ہیثمی) ص ۵۶۶ باب فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑤ موارد الظمان (ہیثمی) ص ۵۶۶ باب فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑥ کتاب المعرفہ والتاریخ (بسوی) صفحہ ۳۴۵ ج ۲

⑦ انساب الاشراف (بلاذری) ص ۱۰۷ ج ۴ قسم اول تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑧ تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ص ۶۸۳ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑨ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۱۸ ج ۲ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

⑩ الاستیعاب (مع الاصابہ) ص ۳۸۱ ج ۳ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

⑪ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۰ ج ۸ بحوالہ احمد وابن جریر تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہما

⑫ الاصابہ (ابن حجر) ص ۳۸۵، ۳۸۶ ج ۱ تحت حارث بن زیاد شامی روایت نمبر ۲۰۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑬ کنز العمال (علی متقی ہندی) ص ۱۹۰ ج ۶ تحت فضائل الصحابہ حرف میم (طبع اول) دکن

⑭ کنز العمال (علی متقی ہندی) ص ۸۸، ج ۷ کتاب الفضائل تحت میم (عن عرباض رضی اللہ عنہ بحوالہ ابن نجار) طبع اول

⑮ جزء الحسن بن عرفہ عبدی ص ۶۱ روایت ۳۶، عن حارث بن زیاد، مکتبہ دار الاقصیٰ کویت

⑯ جزء الحسن بن عرفہ عبدی ص ۷۹، روایت ۶۶، عن حریز بن عثمان رجبی (المتوفی ۱۵۷ھ) مکتبہ دار الاقصیٰ کویت

⑰ کتاب الاباطیل (محدث ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم الجوزقانی) ص ۱۹۰ ج ا روایت ۱۸۱ (ہذا حدیث حسن)

③ عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی مرویات

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمص کے علاقہ پر عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ (صحابی) کو والی مقرر فرمایا پھر کچھ عرصہ بعد ان کو اس منصب سے الگ کر کے ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا حاکم بنا دیا۔ اس وقت لوگ اس تبدیلی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس موقع پر عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں درج ذیل روایت ذکر کی:

((عن ابی ادریس الخولانی عن عمیر بن سعد قال: لا تذکروا معاویة الا بخیر فانی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اللهم اهده))

''یعنی عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاویہ (بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما) کا تذکرہ خیر وخوبی کے سوا مت کرو کیونکہ میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ معاویہ کے حق میں فرماتے تھے کہ ''اے اللہ! انھیں ہدایت نصیب فرما۔''

روایت مندرجہ بالا کو درج ذیل مقامات پر بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) تاریخ کبیر (امام بخاری) ص ۳۲۸ ج ۴ قسم اول تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، طبع حیدرآباد، دکن

(۲) ترمذی شریف ص ۵۴۷ ابواب المناقب، تحت مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، طبع قدیم لکھنؤ۔

(۳) تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ص ۶۸۷ ج ۱۶، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(۴) البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۲۱۲، ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

④ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کی روایت

بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ آپ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب تر ہے؟ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا شکم آپ کے نزدیک ہے۔ تو اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ! اسے علم اور حلم سے پر فرما دے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كان معاوية رضي الله عنه ردف النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا معاوية ما يلينى منك قال بطنى قال اللهم املأه علماء و حلما))

روایت ہذا مقامات ذیل پر مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں:

① تاریخ کبیر (امام بخاری) ص ۱۸۰ ج ۴ قسم ثانی باب وحشی بن حرب حبشی رضی اللہ عنہ۔

② علل الحدیث (ابن ابی حاتم) ص ۳۵۹ ج ۲ روایت ۲۵۹۴ تحت اخبار فی الفضائل

③ تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ص ۶۸۸ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

④ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۱۹ ج ۲ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔

⑤ **عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صاحب سیادت وحکمرانی کے میں نے نہیں دیکھا۔

((......عن المطلب بن عبدالله بن حنطب عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ما رأيت احداً من الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اسود من معاوية رضي الله عنه))[1]

تفرد به هشام بن عمار

⑥ **عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے حق میں وصیت فرمائیے۔ یہ اللہ کی کتاب کے امین ہیں اور عمدہ امین ہیں۔

((...... عن عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: جاء جبريل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد! استوص معاوية فانه امين على كتاب الله و نعم الامين هو))[2]

⑦ **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:**

عروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم

[1] معجم الاوسط (طبرانی) ج ۷ ص ۳۸۹ روایت ۶۷۵۵ طبع ریاض

[2] معجم الاوسط (طبرانی) ج ۴ ص ۵۳۷ روایت ۳۹۱۴ طبع ریاض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ اپنی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی تو آنجناب ﷺ نے فرمایا: دیکھو کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ فرمایا: اسے اندر آنے کی اجازت ہے۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) اندر آئے اس حالت میں کہ ان کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا جس سے وہ لکھتے تھے۔ آنجناب ﷺ نے فرمایا: معاویہ! یہ تیرے کان پر کیا قلم ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے کام کے لیے ہے۔ جواب میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اور اللہ کی قسم! میں تجھ سے کتابت اس کی وحی کی بنا پر کراتا ہوں، چھوٹا کام ہو یا بڑا میں وحی الٰہی کے تحت بجا لاتا ہوں۔

اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص (خلافت) پہنائے تو اس وقت تیری حالت کیا ہوگی؟ (تو کس طرح معاملہ کرے گا؟)

یہ فرمان سن کر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آنجناب ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ! کیا میرے برادر کو اللہ تعالیٰ قمیص پہنائے گا؟ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں!! لیکن (اس دور میں) شرور ہوں گے تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے حق میں دعائے خیر فرمائیے۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ دعا فرمائی:

((اللھم...... الخ))

''اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف راہنمائی فرما اور ہلاکت سے بچا۔ اس عالم میں اور عالم آخرت میں اس کی مغفرت فرمادے۔''

((...... عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: لما كان يوم ام حبيبة رضي الله عنها من النبی ﷺ دق الباب داق۔ فقال النبی ﷺ انظروا من هذا؟ قالوا: معاوية۔ فقال: ائذنوا له۔ و دخل وعلىٰ اذنه قلم له يخط به۔ فقال ما هذا القلم على اذنك يا معاوية؟ قال: اعددته لله ولرسوله۔ قال: جزاك الله عن نبيك خيرا۔ والله ما استكتبتك الا بوحی من الله عزوجل۔ وما افعل من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صغيرة ولا كبيرة الا بوحى من الله عزوجل۔ كيف بك لوقد قمصك الله قميصاً؟ يعنى الخلافة۔ فقامت ام حبيبة رضی اللہ عنہا وجلست بين يديه۔ فقالت: يا رسول الله! وان الله مقمّص اخى قميصا؟ قال: نعم۔ ولكن فيه هنات و هنات وهنات۔[1] فقالت: يا رسول الله! فادع له۔ فقال: اللهم اهده بالهدى وجنّبه الردى واغفرله فى الآخرة والاولىٰ)) [2]

اثرات دعا

حاصل کلام یہ ہے کہ زبان نبوت سے یہ چند ایک دعائیں یہاں ذکر کی ہیں جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد فرمائیں کہ اے اللہ! ان کو ہادی بنا اور ان کو ہدایت یافتہ کر دے اور ان کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ! ان کو حساب و کتاب کی تعلیم فرما اور اپنے عذاب سے محفوظ فرما۔ نیز ارشاد نبوی ہے کہ اے اللہ! ان کو علم اور حلم سے سرفراز فرما۔

اور یہ واضح امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے حق میں یہ دعائیں ارشاد فرمائیں جسے آپ نے ان کا اہل اور مستحق سمجھا۔ کسی نااہل اور غیر مستحق کے لیے نہیں فرمائیں۔

اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں پائی جاتی ہیں وہ بھی اہلیت کی بنا پر ہیں۔ مثلاً:

① حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں یمن کی طرف روانگی کے وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اللهم ثبت لسانه واهد قلبه)) [3]

② اور جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے حق میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جبکہ ان کو قبیلہ خثعم کے "کعبہ یمانیہ" کو گرانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس وقت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی کہ "میں گھوڑے کی پیٹھ پر قائم نہیں رہ سکتا" تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر دعا فرمائی:

((اللهم اجعله هاديا مهديا۔ حتى وجدت بردها)) [4]

---

[1] یہ ھنات ای خصال شر (یعنی مختلف قسم کے امور شر پیدا ہوں گے۔ واللہ اعلم)

[2] معجم اوسط (طبرانی) ج۲ ص۴۹۸ روایت ۱۸۵۹ طبع مکتبۃ المعارف، ریاض

[3] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص۱۰۷ ج۵ تحت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الی یمن، بحوالہ مسند احمد۔

[4] مصنف ابن ابی شیبہ، ص۱۵۳ ج۱۲ تحت کتاب الفضائل، طبع کراچی۔
البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص۵۶ ج۸ تحت ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وحکمت کی دعا دی تھی اور فرمایا تھا:

((اللھم علمه الکتاب والحکمة))

تو وہ بڑے اعلیٰ درجہ کے مفسر قرآن ثابت ہوئے۔[1]

اسی طرح متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دعائیں منقول ہیں اور وہ یقیناً ان حضرات کے حق میں مقبول ومنظور ہوئیں۔ فلہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو دعائیں صادر ہوئی ہیں وہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ہوئیں اور اپنی جگہ پر موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((ولا ارتیاب ان دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب فمن کان ھذا حاله کیف یرتاب فی حقه))[2]

"یعنی اس میں کچھ شک نہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہوتی ہے تو جس شخص کے حق میں یہ دعائیں ہوئی ہیں اس کے حق میں قبولیت میں کس طرح شبہ کیا جا سکتا ہے؟"

اور انھی دعاؤں کی برکات سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دینی خدمات سرانجام دینے کی بہتر توفیق نصیب ہوئی اور انھوں نے ایک مدت دراز تک اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لیے مساعی کیں اور بے شمار ممالک پر اسلام کا پرچم بلند کیا اور دین اسلام کے غالب ہونے کا باعث ہوئے۔

بعض فوائد

① ناظرین کرام مطلع رہیں کہ یہ دعائیں قبل ازیں ہم نے اپنی تصنیف "اقربا نوازی" میں صفحہ ۱۳۰ سے ۱۳۵ تک درج کی ہیں لیکن یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ان کو دوبارہ تفصیل سے درج کیا ہے اور یہاں بعض مزید اضافہ جات ذکر کیے ہیں جو مفید تر ہیں۔

② نیز یہاں ہر ایک دعا کے تحت کثرت سے حوالہ جات ذکر کیے ہیں اس میں بعض علمی مصالح پیش نظر ہیں:

(ا) ایک تو یہ چیز ہے کہ روایت میں اگر بعض اسانید کے اعتبار سے کچھ ضعف ہو تو تعدد طرق کی وجہ سے اس کے ضعف کا ازالہ ہو جائے اور اس کی کمزوری کا انجبار محدثین کے نزدیک اس طریقہ سے درست ہو کیونکہ کثرت طرق کی بنا پر روایت مقبول ہو جاتی ہے۔

---

[1] بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱ تحت کتاب المناقب، مناقب ابن عباس رضی اللہ عنہما

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری) ص ۴۳۸ ج ۱۱ تحت باب جامع المناقب، فصل ثانی تحت روایت اللھم اجعله ھادیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) دوسری چیز یہ ہے کہ تمام کتابیں ہر ایک اہل علم کے پاس نہیں ہوتیں تو متعدد کتابیں ذکر کر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو کتاب ان کے پاس ہوگی اس سے مسئلہ ہذا کے لیے رجوع کر کے اطمینان حاصل کر سکیں گے۔

عدم فضیلت کا شبہ پھر اس کا ازالہ

بعض لوگوں کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ''عدم فضیلت'' کا ایک شبہ پیش کیا جاتا ہے جو محض ایک قول ہے، نہ وہ قول نبوی ہے نہ کسی صحابی کا فرمان ہے اور نہ کسی تابعی کا بلکہ یہ بعد کے ایک عالم کا اپنا خیال ہے۔ وہ قول یہ ہے کہ:

((لا یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فضل معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما شیء))

''یعنی فضیلت معاویہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح چیز منقول نہیں۔''

اس شبہ کے ازالہ کے متعلق ہم نے جوابات مطاعن میں ایک مستقل عنوان ''عدم فضیلت کا شبہ اور اس کا ازالہ'' کے تحت بقدر ضرورت کلام کر دیا ہے۔ تاہم یہاں بھی ہم اس شبہ کا اجمالاً ازالہ کیے دیتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر دعائیں ارشاد فرمائی ہیں جن کو ہم نے گزشتہ صفحات میں مع حوالہ جات کے ذکر کر دیا ہے۔ یہ دعائیں ایک ''مستقل فضیلت'' کا باب ہے۔ جس شخص کے حق میں زبان نبوت سے یہ دعائیں صادر ہوئی ہوں وہ یقیناً بڑا خوش بخت اور صاحب فضیلت ہے۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ان دعاؤں کے اثرات یقیناً پائے گئے اور ان کو ان دعاؤں کی برکات کی وجہ سے اسلامی و دینی خدمات کی بہترین توفیق نصیب ہوئی۔

یہ دعائیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرف اثبات فضیلت کے لیے کافی ثبوت اور شواہد ہیں۔ تاہم نفی فضیلت کے شبہ کے جواب میں ہم ذیل میں علماء کے کچھ بیانات پیش کرتے ہیں جو اس مسئلہ میں نہایت وزنی ہیں۔

① ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ بلدہ دمشق میں نفی فضیلت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

((واصح ما روی فی فضل معاویة حدیث ابی حمزة عن ابن عباس انه کان کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرجه مسلم فی صحیحه۔ وبعده حدیث العرباض: اللهم علمه الکتاب...... الخ وبعده حدیث ابن ابی عمیرة: اللهم اجعله هادیا مهدیا))[1]

---

[1] تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوط) ص ۶۹۷ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اور اسی طرح ابن عراق کنانی رحمہ اللہ نے تنزیہ الشریعہ میں مسئلہ ہذا کے تحت علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

((وقال السيوطي الشافعي اصح ما ورد في فضل معاوية رضي الله عنه (بن ابى سفيان) حديث ابن عباس انه كاتب النبي صلى الله عليه وسلم فقد اخرجه مسلم في صحيحه بعده حديث العرباض: اللهم علمه الكتابة۔ وبعده حديث ابن ابى عميرة: اللهم اجعله هاديا مهديا))[1]

مطلب یہ ہے کہ ابن عساکر وسیوطی وابن عراق کنانی وغیرہم رحمہم اللہ کبار علماء نے اپنے اپنے مقام پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق "نفی فضیلت" کے جواب میں ان امور کو زیادہ صحیح چیزیں قرار دیا ہے:

(۱) مثلاً مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کتابت کے متعلق روایت منقول ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اس میں بہترین فضیلت کا ثبوت موجود ہے۔

(۲) اس کے بعد عرباض بن ساریہ (صحابی رضی اللہ عنہ) سے دعائے نبوی کی روایت مذکور ہے وہ بالکل درست ہے اور اس سے فضیلتِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ثابت ہے۔

(۳) بعد ازاں ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت درج کی ہے جس میں دعائے نبوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مذکور ہے وہ بھی درست ہے اور شرف وفضیلت کا باعث ہے۔

(۴) اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ میں مندرجہ بالا روایات پر بحث کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ:

((واكتفينا بما اوردناه من الاحاديث الصحاح والحسان والمستجادات عما سواها من الموضوعات والمنكرات))[2]

"یعنی ہم نے اس مسئلہ میں موضوع ومنکر روایات سے احتراز کر کے صحیح وحسن اور جید روایات پر اکتفا کر کے انھیں بیان کیا ہے (جو اس فن کے اکابر علماء کے نزدیک قابل اعتماد ہیں)۔"

حاصل یہ ہے کہ مندرجہ روایات حسن کے درجہ میں ہیں اور علمائے امت نے خصوصی طور پر حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے حق میں انھیں فضیلت کی چیزیں شمار کیا ہے اور علیٰ فرق المراتب ان کو لائق استناد قرار دیا ہے۔

---

[1] تنزیہ الشریعہ (ابن اسحاق کنانی) ص ۸ ج ۲ فصل اول تحت باب فی طائفہ من الصحابہ رضی اللہ عنہم۔
ذیل اللآلی المصنوعہ (سیوطی) کتاب المناقب ص ۵۷ مطبع علوی لکھنؤ۔

[2] البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۲ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اکابر علماء فرماتے ہیں کہ حدیث حسن لذاتہ جمہور کے نزدیک قابل حجت ہے فلہٰذا اس اعتبار سے بھی یعنی حسن ہونے کی وجہ سے یہ روایات مقبول ہیں اور نفی فضیلت کے شبہ کے ازالہ کے لیے کافی ہیں۔

مزید یہ چیز قابل لحاظ ہے کہ آئندہ بحث غزوات میں غزوہ قبرص کے تحت ایک صحیح بشارت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی کے مطابق اس جیش میں شامل ہونے والوں کے لیے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے جیش ہذا کے امیر خود حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تھے۔ فلہٰذا وہ جنت کے مژدہ کے مستحق ہیں اور اس صحیح بشارت کے مصداق ہیں۔ یہ امر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یقیناً عمدہ ترین فضیلت ہے۔ لہٰذا حضرت موصوف کے حق میں فضیلت کی نفی کا قول کرنا صحیح نہیں۔

علیٰ سبیل التنزل کے درجہ میں اگر تسلیم کرلیا جائے کہ یہ قول درست ہے تو اس مقام پر بعض علماء نے "لا یصح" کے قول کی ایک دوسری توجیہ ذکر کی ہے۔ ناظرین کرام کے فائدہ کے لیے پیش کی جاتی ہے:

((ومراده ومراد من قال ذالك من اهل الحديث انه لم يصح حديث فى مناقبه بخصوصه والا فما صح عندهم فى مناقب الصحابة رضي الله عنهم على العموم و مناقب قريش فمعاوية رضي الله عنه داخل فيه))[1]

"یعنی ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی مناقب کے لیے عدم صحت حدیث کا قول ہے۔ ورنہ وہ تمام صحیح و مسلم مناقب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قریش کے لیے کتاب و سنت میں علی العموم موجود ہیں ان مناقب و فضائل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل اور داخل ہیں۔"

مختصر یہ ہے کہ مندرجہ بالا دعائیں، بشارات صحیحہ اور توجیہات کے باوجود یہ کہنا کہ "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی صحیح فضیلت ثابت نہیں" ہرگز درست نہیں۔ فلہٰذا "نفی فضیلت کا قول" قابل رد ہے اور قبول کے لائق نہیں بلکہ اپنا خیال یہ ہے کہ نفی فضیلت کا قول کسی متعصب ذہن کی پیداوار ہے پھر اس نے ایک مشہور عالم دین کی طرف منسوب کر دیا ہے تاکہ اسے قبولیت عام حاصل ہو جائے۔

امارت و خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اشارات

سابقہ اوراق میں زبان نبوی سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بعض دعائیں ذکر کی گئی ہیں پھر ان دعاؤں کے نتائج و ثمرات اپنی جگہ پر مسلّم ہیں اور ان کے اثرات کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسلامی خدمات کی توفیق کی صورت میں نمایاں ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے جسے مورخین نے اپنے مقام پر درج کیا ہے۔

اب اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت اور خلافت کے متعلق جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] المنار المنیف (ابن قیم) ص ۱۱۶ فصل ۳۵ طبع حلب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے بعض اشارات پائے جاتے ہیں جن کو بشارات سے تعبیر کرنا بھی درست ہے۔ انھیں محدثین نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ان کو یہاں ذکر کر دینا مفید خیال کیا ہے۔ پھر اس مسئلہ کی بعض تائیدات بھی دستیاب ہوتی ہیں ان کو بھی ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

محدثین نے اس امر کے متعلقہ متعدد روایات اپنے اپنے مقام پر ذکر کی ہیں۔ ذیل میں ایک ترتیب کے ساتھ ان کو پیش کیا جاتا ہے:

مشہور محدث ابن ابی شیبہ نے اس مسئلہ پر درج ذیل روایت ذکر کی ہے:

① ((عن عبدالملك بن عمير قال قال معاوية رضي الله عنه: ما زلت اطمع في الخلافة منذ قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا معاوية ان ملكت فاحسن))[1]

اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے بھی اپنی مشہور تاریخ بلدہ دمشق میں بالفاظ ذیل یہی روایت نقل کی ہے۔ اور نیز ذکر کیا ہے کہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے لیے دیگر شواہد موجود ہیں اس لیے اگر اس میں ضعف پایا جائے تو اس کا ازالہ ان شواہد کی وجہ سے ہوگا:

② ((عن اسماعيل بن ابراهيم بن مهاجر عن عبدالملك بن عمير قال قال معاوية: والله ما حملني على الخلافة الا قول النبي صلى الله عليه وسلم لي يا معاوية ان ملكت فاحسن قال البيهقي اسماعيل بن ابراهيم هذا ضعيف الا ان للحديث شواهد))[2]

نیز عبدالملک بن عمیر کی روایت ہذا کے متعلق کبار علماء نے یہ تصریح بھی ذکر کر دی ہے کہ

((والحديث حسن كما علمت فهو مما يحتج به على فضل معاوية...... الخ))[3]

''یعنی یہ روایت درجہ حسن میں ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر استدلال کے قابل ہے۔''

اس مضمون کی متعدد روایات مزید بھی دستیاب ہوتی ہیں مگر اصل مضمون کے اثبات کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

---

1. مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۷ - ۱۴۸ ج ۱۱ آخر کتاب الامراء، طبع کراچی۔
المطالب العالیہ (ابن حجر) ص ۱۰۸ ج ۴ تحت باب فضل معاویہ طبع کویت
2. تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) مخطوطہ قلمی ص ۲۹۹ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۳ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
3. الصواعق المحرقہ (ابن حجر مکی) ص ۱۳۰ بہامشہ تطہیر الجنان، الخاتمہ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ فی الصحابہ رضی اللہ عنہم الخ، طبع قدیم مصری مطبع میمنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان روایات کا مضمون یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں ارشاد فرمایا کہ ''اے معاویہ! جب تجھے اقتدار اور جہانبانی نصیب ہو تو رعایا سے بہتر معاملہ کرنا۔'' اس چیز نے خلافت کے معاملہ میں مجھے امید دلائی اور اس بات پر مجھے آمادہ کیا۔

حضرت موصوف ارشاد نبوی کے پیش نظر رعایا کے ساتھ خیر وصلاح کا معاملہ کرتے تھے اور اپنی زندگی کو بھلائی کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے تھے۔ اور آں موصوف نے امارت اور خلافت کے معاملہ میں جو مساعی کیں وہ گویا ان بشارات نبوی کی روشنی میں ان کی تکمیلی صورت تھی۔

③ اور اس مقام پر ایک دیگر روایت جو سعید بن عمرو سے مروی ہے ذکر کی جاتی ہے یہ بھی مضمون سابق کی تائید میں ہے اور شواہد کا درجہ رکھتی ہے۔ اسے علماء نے مرسلاً وموصولاً درج کیا ہے اور ساتھ فرمایا ہے کہ اس کی سند کے رجال صحیح ہیں یعنی ضعیف نہیں۔

((عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص ان معاویة رضی اللہ عنہ اخذ الاداوة بعد ابی هریرة رضی اللہ عنہ تبع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم واشتکی ابوهریرة رضی اللہ عنہ فبینا هو یوضئی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رفع رأسه الیه مرة او مرتین وهو یتوضاء فقال یا معاویة "ان ولیت امرا فاتق الله واعدل" قال فما زلت اظن انی مبتلی بعمل لقول رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلیت۔ "رواه احمد وهو مرسل ورجاله رجال الصحیح۔ ورواه ابو یعلی عن سعید عن معاویة فوصله ورجاله رجال الصحیح" الخ))[1]

''یعنی مطلب یہ ہے کہ سعید بن عمرو کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا کرتے تھے) ایک دفعہ بیمار ہو گئے ان کی جگہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ مشکیزہ (جس سے وضو کرایا جاتا

---

[1] مجمع الزوائد (ہیثمی) ص ۳۵۵ ج ۹ تحت ما جاء فی معاویہ رضی اللہ عنہ
مجمع الزوائد (ہیثمی) ص ۱۸۶ ج ۵ تحت امرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ
مسند امام احمد ص ۱۰۱ ج ۴ تحت مسندات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
دلائل النبوۃ (بیہقی) ص ۴۴۶ ج ۶ تحت ما جاء فی اخبارہ بملک معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (مخطوطہ عکسی) ص ۶۹۸ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۳ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۳ فصل ثالث کتاب الامارۃ بحوالہ مسند احمد
الناہیہ عن طعن معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۳۳ طبع ملتان از مولانا عبدالعزیز پرہاروی
تطہیر الجنان (ابن حجر مکی) ص ۱۵ فصل ثانی فی فضائلہ ومناقبہ وخصوصیاۃ الخ مع صواعق محرقہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا) اٹھا لیا اور وہ وضو کرانے کی خدمت سرانجام دینے لگے۔ اسی اثنا میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا سر مبارک ایک بار یا دو بار اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ "اے معاویہ! اگر امارت وخلافت کا تم کو والی بنایا جائے تو خدا سے خوف کرنا اور عدل وانصاف کرنا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے پیش نظر برابر مجھے یہ خیال رہا کہ میں اس کام میں مبتلا ہوں گا حتیٰ کہ میں اس آزمائش میں داخل ہوا اور مجھے یہ بوجھ اٹھانا پڑا۔"

بہت سے علمائے کبار نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور تائید کی ہے ان میں سے بعض حضرات کے حوالہ جات حاشیہ میں درج کر دیے ہیں رجوع کر کے تسلی کی جا سکتی ہے۔

چند دیگر تائیدات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وخلافت کے متعلقہ ذخیرۂ مرویات میں سے چند ایک روایات جو سابقاً ذکر کی ہیں وہ براہ راست اصل مضمون کی موید ہیں۔ اب سطور ذیل میں بعض چیزیں مسئلہ ہذا کے لیے بطور تائید ذکر کی جاتی ہیں۔ ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کی فضیلت بالواسطہ پائی جاتی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت ان چیزوں کا صحیح مصداق اور محمل ہے کیونکہ ایک مدت دراز تک آں موصوف کی امارت وخلافت قائم رہی۔

① چنانچہ حدیث شریف میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ:

((عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلافة بالمدينة والملك بالشام))[1]

"مطلب یہ ہے کہ اسلامی خلافت مدینہ طیبہ میں ہوگی اور اسلام کی امارت وحکمرانی ملک شام میں قائم ہوگی۔"

② اور تورات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد فضائل ومناقب موجود ہیں۔ ایک مشہور تابعی کعب (احبار) نے یہ فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ:

((عن كعب (الاحبار) يحكى عن التوراة قال نجد مكتوبا محمد رسول الله۔ مولده بمكة وهجرته بطيبة وملكه بالشام...... الخ))[2]

"یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تورات میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳ تحت باب ذکر الیمن والشام فصل ثالث

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴ فصل ثانی من باب فضائل سید المرسلین (طبع نور محمدی دہلی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ میں ہوگی اور آپ کی دار ہجرت وسکونت مدینہ طیبہ میں ہوگی، آپ کے دین کی حکمرانی ملک شام میں ہوگی۔"

مشہور شارح حدیث ملا علی قاری رحمہ اللہ نے روایت ہذا کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

((ملکه ای بعد انتهاء مدته وایام خلافته بالشام کما کان لمعاویة رضی اللہ عنہ و من بعده لبنی امیة علی ذالك النظام۔ الخ))[1]

"یعنی آپ کے ایام خلافت کی انتہا ملک شام میں ہوگی، جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد خلفائے بنوامیہ کے دور میں ہوا۔" (یہ بطور غالب احوال کے ہے)

نیز کعب الاحبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وحکومت کے متعلق ایک پیش گوئی منقول ہے کہ:

((قال کعب الاحبار لن یملك احد هذه الامة ما ملك معاویة))

(الصواعق المحرقۃ لابن حجر المکی ص ۲۰۰ تحت الخاتمہ)

"یعنی جس طرح حکومت وامارت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ملے گی اس طرح کسی کو نہیں ملے گی۔"

یہ کعبؒ کی پیش گوئی ہے اس لیے کہ کعبؒ خلافت معاویہ سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔

(۳) نیز شریح بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک بار کسی نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اہل شام کا تذکرہ قبیح الفاظ میں کیا اور ساتھ ہی کہا گیا کہ اے امیر المومنین اہل شام پر لعنت کیجیے۔ تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا اہل شام پر لعنت کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی و قیل العنهم یا امیر المؤمنین قال لا۔ انی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی بهم الغیث وینتصربهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب))[2]

"مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک شام میں چالیس (۴۰) ابدال ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی ابدال فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص متعین فرما دیتے ہیں اور یہ ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بارش برساتے ہیں، دشمنوں پر ان کے ذریعے سے غلبہ ہوتا ہے اور ان کے ذریعے سے اہل شام سے عذاب دور کر دیا جاتا ہے۔"

(۴) پھر اس کے بعد ملک شام کے حق میں سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا ذکر کی جاتی ہے جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مجلس میں بعض علاقوں کے حق میں برکت کی دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اللهم بارك لنا فی شامنا۔ اللهم بارك لنا فی یمننا))

"یعنی اے اللہ! ہمارے ملک شام میں برکت عطا فرما اور ہمارے علاقہ یمن میں برکت دے۔"

اور جب بعض لوگوں نے علاقہ نجد کے لیے دعا کرنے کی استدعا کی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقہ نجد کو نظر

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری) ص ۶۶ ج ۱۱ تحت الروایہ طبع ملتان۔

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲-۵۸۳ تحت باب ذکر اہل الیمن والشام فصل ثالث طبع دہلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز فرماتے ہوئے ایک دفعہ پھر ملک شام اور ملک یمن کے حق میں دعائیہ کلمات دہرائے اور علاقہ نجد میں فتن وفساد کے ظاہر ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ:

((وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللهم بارك لنا فی شامنا۔ اللهم بارك لنا فی يمننا۔ قالوا يا رسول الله! وفی نجدنا قال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی يمننا۔ قالوا يا رسول الله! و فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل والفتن و بها يطلع قرن الشيطان۔ رواه البخاری))[1]

خلاصۃ المرام

① مندرجات سابقہ کے پیش نظر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علاقہ شام کے حق میں کئی بشارات پائی جاتی ہیں اور یہ علاقہ بے شمار برکات وفضائل کا حامل ہے۔

یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی وخوش بختی ہے کہ انھیں قدرت کی طرف سے اس ملک شام میں ایک طویل مدت تک امارت و خلافت کا موقع نصیب ہوا اور انھوں نے اشاعت دین اور بقائے اسلام کے لیے خوب خدمات سرانجام دیں اور خیر و برکات کے مستحق ہوئے۔

② نیز عنوان سابق کے تحت جو چیزیں پیش کی گئی ہیں ان کی روشنی میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ امارت و خلافت کے متعلق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کوششیں کیں وہ کسی ذاتی داعیہ نفس کی بنا پر نہیں تھیں بلکہ آں موصوف کے لیے اس مسئلہ میں دیگر اسباب و وجوہ کے ساتھ بصورت اشارات و بشارات کے یہ دواعی بھی موجود تھے۔ اس بنا پر انھوں نے خلافت کے معاملہ میں اپنی مساعی کو جاری رکھا اور دینی وملی خدمات کو پورا کرنے میں کامیاب ہوئے۔

غلط نظریہ کی تردید

اور بعض لوگوں کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق جو یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ:

''وہ بہرحال خلیفہ ہونا چاہتے تھے، انھوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی، لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا، وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے۔'' وغیرہ وغیرہ

یہ چیز درست نہیں ہے اور واقعات کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ ان احادیث کے مضمون کے مخالف بھی ہے جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وامارت کے متعلق ایما پایا جاتا ہے۔ ان کا ہم نے گزشتہ اوراق میں حوالہ پیش کر دیا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ تحت باب ذکر الیمن والشام فصل اول طبع دہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ